ماہنامہ

صدائے شبلی حیدرآباد

March 2024 مارچ

Urdu Monthly
SADA E SHIBLI
Hyderabad
ISSN: 2581-9216

کہیں صدیوں میں ہوتا ہے یہ فیض خاص ربانی
نہی اٹھتے ہمیشہ دہر میں شبلی نعمانی

زیر تعمیر عمارت مجوزہ نقشہ
شبلی انٹرنیشنل ایجوکیشنل ٹرسٹ حیدرآباد

ایڈیٹر مولانا ڈاکٹر محمد حامد ہلال اعظمی

قیمت: -/20 روپے

www.shibliinternational.com

ماہنامہ
حیدرآباد

صدائے شبلی

Monthly Hyderabad

SADA E SHIBLI

Issue: 73 شمارہ: Vol: 7 جلد: Mar 2024 مارچ

ISSN: 2581-9216

مدیر:

ڈاکٹر محمد محامد ہلال اعظمی

نائب مدیران:

ڈاکٹر عبدالقدوس

ڈاکٹر سراج احمد انصاری

ابو ہریرہ یوسفی

قیمت فی شمارہ:	20/-
سالانہ:	220/-
رجسٹرڈ ڈاک:	350/-
بیرونی ممالک:	50/- امریکی ڈالر
خصوصی تعاون:	2000/-

SADA E SHIBLI
A/c: 1327102000023922
Ifsc: IBKL0001327
IDBI Bank: CHARMINAR HYD, T.S

Email: sadaeshibli@gmail.com

Mob: 9392533661 - 8317692718

ماہنامہ "صدائے شبلی" حیدرآباد میں مقالہ نگاران سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

مجلس مشاورت:

پروفیسر اشتیاق احمد ظلی۔ پروفیسر مظفر علی شہہ میری
پروفیسر محسن عثمانی ندوی۔ پروفیسر ابوالکلام
پروفیسر شاہد نوخیز اعظمی۔ ڈاکٹر محمد الیاس اعظمی
مفتی محمد فاروق قاسمی۔ مولانا ارشاد الحق مدنی
ڈاکٹر نادر المسدوسی، مولانا محمد مساعد ہلال احیائی
اعجاز علی قریشی ایڈوکیٹ۔ محمد سلمان انجینئر

مجلس ادارت:

ڈاکٹر محمد رفیق۔ ڈاکٹر حمران احمد۔ ڈاکٹر ناظم علی
ڈاکٹر مختار احمد فردین۔ ڈاکٹر غوثیہ بانو
ڈاکٹر سید امام حبیب قادری۔ ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی
ڈاکٹر سمیہ تمکین۔ ڈاکٹر صالحہ صدیقی۔ ڈاکٹر نوری خاتون
ڈاکٹر فاروق احمد بھٹ۔ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان
ڈاکٹر آصف لئیق ندوی۔ ڈاکٹر مظفر علی ساجد۔
مولانا عبدالوحید ندوی۔ مولانا احمد نور عینی
ابو ہریرہ ایوبی۔ محسن خان

ہر طرح کی قانونی چارہ جوئی صرف حیدرآباد کی عدالت میں ہوگی

محمد محامد ہلال (اونر، پبلشر، پرنٹر، ایڈیٹر) نے دائرہ الیکٹرک پریس میں چھپوا کر حیدرآباد تلنگانہ سے شائع کیا

خط و کتابت کا پتہ

MOHD MUHAMID HILAL #17-6-352,
B1, 2nd Floor,Bafana Complex,
Dabirpura Road, Purani Haveli,
Hyderabad- 500023. T.S

فہرست مضامین

۱	اپنی بات	ڈاکٹر محمد محامد ہلال اعظمی	۵
۲	اخلاقِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم	علامہ شبلی نعمانیؒ	۶
۳	روزہ کے مقاصد اور زندگی پر اس کے اثرات	مولانا ابوالحسن علی ندویؒ	۷
۴	**غزل**	رہبر پرتاپ گڑھی	۸
۵	روزہ کا تصور دوسرے مذاہب میں	مولانا مفتی محمد مصطفیٰ عبدالقدوس ندوی	۹
۶	**غزل**	ڈاکٹر عطا عابدی، پٹنہ	۱۰
۷	**صالحیت**	مولوی حبیب الرحمٰن	۱۱
۸	''رمضان کریم''	ڈاکٹر قمر حسین انصاری	۱۴
۹	**قطعہ**	شاد عباسی	۱۵
۱۰	روزہ کے باطنی آداب	ڈاکٹر مفتیہ رقیہ شکیل خان	۱۶
۱۱	رمضان کی قدر کیسے کریں؟	امداد الحق بختیار	۱۸
۱۲	رمضان کی تیاری	سیدہ تبسم منظور	۲۳
۱۳	**نعت شریف**	علی شاہد دلکش	۲۵
۱۴	رمضان اور تلاوتِ قرآن	مفتی عمار احمد قاسمی	۲۶
۱۵	**غزل**	ڈاکٹر رحیم رامش	۲۹
۱۶	''لمبی ہے غم کی رات مگر رات ہی تو ہے''	خیر النساء علیم	۳۰
۱۷	غریبوں کا مسیحا	سید عظمت اللہ بیابانی	۳۲
۱۸	ڈاکٹر اسلم پرویز کی ہمہ جہت شخصیت و خدمات (۲)	علیزے نجف	۳۴
۱۹	قرآن کی ترتیب و ترویج	ڈاکٹر رفیعہ نسیم	۳۷
۲۰	**نظم**	جہانگیر قیاس	۳۹
۲۱	ڈاکٹر محمد ناظم علی کی تیرہویں تصنیف ''ادبی رسائل کا جائزہ'' کی رسم اجراء	ادارہ	۴۰

ماہنامہ ''صدائے شبلی'' کے خصوصی معاونین

جناب **ابوسفیان اعظمی**، مقیم حال ممبئی

جناب **محمد یوسف** بن الحاج محمد منیر الدین عرف ولی مرحوم، حیدرآباد

مفتی **محمد فاروق قاسمی**، صدر علماء کونسل وجے واڑہ، آندھرا پردیش

ڈاکٹر **سید جلیل حسین** ایم ڈی (علیگ) ٹولی چوکی حیدرآباد

مولانا **منصور احمد قاسمی**، معین آباد، تلنگانہ

الحاج **رئیس احمد اقبال**، انجینئر صدر سہارا ویلفیئر سوسائٹی، حیدرآباد

الحاج **محمد زکریا انجینئر** (داماد استاذ الاساتذہ حضرت عبدالرحمٰن جامیؒ)

ڈاکٹر **شہباز احمد**، پروفیسر گورنمنٹ نظامیہ طبی کالج چارمینار، حیدرآباد

مولانا **محمد عبدالقادر سعود**، نائس جوس سینٹر سکندرآباد، حیدرآباد

الحاج **محمد قمر الدین** نبیل کالونی بارکس حیدرآباد

الحاج **محمد عبدالکریم**، صدر مسجد اشرف کریم گلشن باغ، حیدرآباد

اپنی بات

ہمارا یہ رسالہ الحمدللہ ساتویں جلد میں داخل ہورہا ہے، ادارہ اپنے تمام معاونین، محبین بالخصوص قلمکاروں اور تخلیق کاروں کا صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتا ہے اور امید قوی ہے کہ سابقہ کی طرح آپ کا تعاون ادارہ اور رسالے کے ساتھ جاری رہے گا، جزاک اللہ أحسن الجزاء.

حسن اتفاق جب ہمارا یہ شمارہ آپ کے ہاتھوں میں ہوگا تو اس وقت رمضان المبارک کی رحمتوں والی گھڑیاں ہوں گی، رمضان المبارک نیکیوں کا موسم ہے، اس میں ایک فرض کا ثواب ستر فرض کے برابر اور نفل کا ثواب فرضوں کے برابر ہوجاتا ہے۔ اس ماہ مقدس کا چاند، تراویح، وتر، تہجد، روزہ، افطار، اعتکاف، شب قدر، صدقۂ فطر، زکوٰۃ، صدقات، عیدالفطر کی رات سمیت مذہب اسلام کی خوب صورتی کی علامت ہے، جس میں انفرادی اور اجتماعی دونوں جہاں کی کامیابی کا ضامن ہے۔ رمضان المبارک کا پہلا عشرہ رحمت، دوسرا مغفرت اور تیسرا نجاۃ عن النار ہے، اس وجہ سے ہمیں چاہیے کہ ہم تینوں عشروں کی اس کی شان اور خصوصیت کا خاص خیال رکھیں، کیوں کہ روزہ رکھنے سے انسان کے اندر تقویٰ اور جذبۂ شکر پیدا ہوتا ہے، یہ روزہ کی بڑی فضیلت ہے، کیوں کہ یہ نعمت ہماری مادی زندگی کے لیے مجموعہ ہدایت اور روحانی زندگی کے لیے نسخۂ کیمیا بھی ہے۔ حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ”ہر نیکی کا ثواب بندوں کے اعمال نامے میں دس گنا سے سات سو گنا تک لکھا جاتا ہے، لیکن روزہ خاص میرے لیے ہے اور میں خود اس کا بدلہ ہوں“ (بخاری)

رمضان المبارک کا مقدس مہینہ وہ مہینہ ہے کہ جس میں قرآن مجید نازل ہوا، جو انسانی زندگی کے لیے فلاح وصلاح ہے اس کی تلاوت، تعلیم، تفہیم اور عمل آوری سے زندگی میں انقلاب آتا ہے، جس سے انسان کو سعادت دارین ملتی ہے، اس ماہ مقدس میں عشاء کے بعد دنیا کی تمام مساجد میں تراویح کا اہتمام کیا جاتا ہے اور مسجدیں تلاوت ربانی سے روشن ہوتی اور کرتی ہیں، اگر غور کیا جائے تو ہمیں معلوم ہوگا کہ ہماری مسجدیں، مدرسے ہمارے لیے پاور ہاؤس ہیں، جو ہمیں ایمانی حرارت پہنچا رہے ہیں، وقت کا تقاضا ہے کہ آج ہم اپنے مدارس ومساجد کو پوری توانائی کے ساتھ آباد کریں۔

ہمارے ملک میں ہر پانچ سال میں لوک سبھا کا الیکشن ہوتا ہے، الیکشن کے موقع پر تقریباً سبھی پارٹیاں اور انفرادی طور پر رہنے والے امیدوار کچھ ایسے حربے، عوام سے استعمال کرتے ہیں جو ملک کے لیے بہت ہی نقصان دہ ہے، اس وجہ سے الیکشن کمیشن آف انڈیا کو چاہیے کہ ملک کو آنے والے خطرات سے بچایا جائے اور وہی کیا جائے جو ہمارے دستور میں لکھا ہوا ہے اور عوام کو بھی چاہیے کہ اپنے ووٹ کا استعمال کریں اور سوچ سمجھ کر کریں، اللہ تعالیٰ ہمارے ملک کی حفاظت فرمائے، آمین۔

ادارہ شبلی انٹرنیشنل ایجوکیشنل ٹرسٹ رمضان المبارک کی مبارک بادی پیش کرتے ہوئے اپنے قارئین کو عیدالفطر کی مبارک بادی پیش کرتا ہے۔

محمد محامد ہلال اعظمی

اخلاقِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

علامہ شبلی نعمانیؒ

ہجرت کے موقع پر جب مدینہ میں آپ ﷺ کا داخلہ ہو رہا تھا، انصار کی چھوٹی چھوٹی لڑکیاں خوشی سے دروازوں سے نکل نکل کر گیت گا رہی تھیں، جب آپ ﷺ کا ادھر گذر ہوا، فرمایا "اے لڑکیو! تم مجھے پیار کرتی ہو" سب نے کہا "ہاں یا رسول اللہ!" فرمایا "میں بھی تمہیں پیار کرتا ہوں"۔

حضرت عائشہؓ کم سنی میں بیاہ کر آئی تھیں، محلہ کی لڑکیوں کے ساتھ وہ کھیلا کرتی تھیں، آپ ﷺ جب گھر میں تشریف لاتے تو لڑکیاں آپ ﷺ کا لحاظ کرکے اِدھر اُدھر چھپ جاتیں، آپ ﷺ انھیں تسکین دیتے اور کھیلنے کو کہتے۔

غلاموں پر شفقت: آنحضرت ﷺ غلاموں پر خصوصیت کے ساتھ شفقت فرماتے تھے، فرمایا کرتے تھے کہ "یہ تمہارے بھائی ہیں، جو خود کھاتے ہو وہ ان کو کھلاؤ اور جو خود پہنتے ہو وہ ان کو پہناؤ"۔ آنحضرت ﷺ کی ملکیت میں جو غلام آتے، ان کو آپ ﷺ ہمیشہ آزاد فرما دیتے تھے، لیکن وہ حضور ﷺ کے احسان وکرم کی زنجیر سے آزاد نہیں ہوسکتے تھے، ماں، باپ، قبیلہ، رشتہ کو چھوڑ کر عمر بھر آپ ﷺ کی غلامی کو شرف جانتے تھے، زیدؓ بن حارثہ غلام تھے، آنحضرت ﷺ نے ان کو آزاد کردیا، ان کے باپ ان کو لینے آئے، لیکن وہ آستانہ رحمت پر باپ کے ظلِّ عاطفت کو ترجیح نہ دے سکے اور اپنے جانے سے قطعاً انکار کردیا، زیدؓ کے بیٹے اسامہؓ سے آپ ﷺ اس قدر محبت کرتے تھے کہ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ اگر اسامہ بیٹی ہوتی تو میں اس کو زیور پہناتا، خود اپنے دست مبارک سے ان کی ناک صاف کرتے تھے۔

غلاموں کو لفظ "غلام" کا سن کر اپنی نظروں میں اپنی ذلت محسوس ہوتی تھی، آنحضرت ﷺ کو ان کی یہ تکلیف بھی گوارا نہ تھی، فرمایا کوئی "میرا غلام"، "میری لونڈی" نہ کہے "میرا بچہ"، "میری بچی" کہے اور غلام بھی اپنے آقا کو "خداوند" نہ کہیں، خداوند خدا ہے، "آقا" کہیں۔ آنحضرت ﷺ کو غلاموں پر شفقت اتنی ملحوظ تھی کہ مرض الموت میں سب سے آخری یہ وصیت فرمائی کہ "غلاموں کے معاملہ میں خدا سے ڈرا کرنا"۔

حضرت ابوذرؓ بہت قدیم الاسلام صحابی تھے اور آنحضرت ﷺ ان کی راست گوئی کی مدح فرماتے تھے، ایک دفعہ انھوں نے ایک عجمی آزاد غلام کو برا بھلا کہا، غلام نے آنحضرت ﷺ سے جاکر شکایت کی، آپ ﷺ نے ابوذرؓ کو زجر فرمایا کہ "تم میں اب تک جہالت باقی ہے، یہ غلام تمہارے بھائی ہیں، خدا نے تم کو ان پر فضیلت عطا کی ہے، اگر وہ تمہارے مزاج کے موافق نہ ہوں تو ان کو فروخت کر ڈالو، خدا کی مخلوق کو ستایا نہ کرو، جو خود کھاؤ وہ ان کو کھلاؤ، جو خود پہنو، وہ ان کو پہناؤ، ان کو اتنا کام نہ دو جو وہ نہ کرسکیں اور اگر اتنا کام دو تو خود بھی ان کی اعانت کرو"۔

ایک دفعہ ابو مسعود انصاریؓ اپنے غلام کو مار رہے تھے کہ پیچھے سے آواز آئی، ابو مسعود! تم کو جس قدر اس غلام پر اختیار ہے، خدا کو اس سے زیادہ تم پر اختیار ہے، ابو مسعودؓ نے مڑ کر دیکھا تو آنحضرت ﷺ تھے، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! میں نے لوجہ اللہ اس غلام کو آزاد کیا، فرمایا "اگر تم ایسا نہ کرتے تو آتشِ دوزخ تم کو چھولیتی"۔

(سیرۃ النبیؐ، جلد: دوم، ص: ۳۰۴-۳۰۵)

مولانا ابوالحسن علی ندویؒ، لکھنؤ

روزہ کے مقاصد اور زندگی پر اس کے اثرات

امام غزالیؒ نے اپنے مخصوص انداز بیان میں اس حقیقت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے:

''روزہ کا مقصد یہ ہے کہ آدمی اخلاق الٰہیہ میں سے ایک اخلاق کا پرتو اپنے اندر پیدا کرے جس کو صمدیت کہتے ہیں، وہ امکانی حد تک فرشتوں کی تقلید کرتے ہوئے خواہشات سے دست کش ہو جائے، اس لئے کہ فرشتے بھی خواہشات سے پاک ہیں اور انسان کا مرتبہ بھی بہائم سے بلند ہے، نیز خواہشات کے مقابلہ کے لئے اس کو عقل و تمیز کی روشنی عطا کی گئی ہے، البتہ وہ فرشتوں سے اس لحاظ سے کم تر ہے کہ خواہشات اکثر اس پر غلبہ پالیتی ہیں اور اس کو ان سے آزاد ہونے کے لئے سخت مجاہدہ کرنا پڑتا ہے چنانچہ جب وہ اپنی خواہشات کی رو میں بہنے لگتا ہے تو اسفل سافلین تک جا پہونچتا ہے اور جانوروں کے ریوڑ سے جا ملتا ہے اور جب اپنی خواہشات پر غالب آتا ہے تو اعلیٰ علیین اور فرشتوں کے آفاق تک پہونچ جاتا ہے'' (احیاء العلوم، ج ۱، ص ۲۱۲)

علامہ ابن القیمؒ اسی بات کی مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''روزہ سے مقصود یہ ہے کہ نفس انسانی خواہشات اور عادتوں کے شکنجہ سے آزاد ہو سکے، اسکی شہوانی قوتوں میں اعتدال اور توازن پیدا ہو اور اس ذریعہ سے وہ سعادت ابدی کے گوہر مقصود تک رسائی حاصل کر سکے اور حیات ابدی کے حصول کے لئے اپنے نفس کا تزکیہ کر سکے، بھوک اور پیاس سے اس کی ہوس کی تیزی اور شہوت کی حدت میں تخفیف پیدا ہو اور یہ بات یاد آئے کہ کتنے مسکین ہیں جو نان شبینہ کے محتاج ہیں، وہ شیطان کے راستوں کو اس تنگ کردے اور اعضا و جوارح کو ان چیزوں کی طرف مائل ہونے سے روک دے جن میں کی دنیا و آخرت دونوں کا نقصان ہے، اس لحاظ سے یہ اہل تقویٰ کی لگام، مجاہدین کی ڈھال اور ابرار و مقربین کی ریاضت ہے''۔ (زاد المعاد، ج ۱، ص ۱۵۲)

علامہ موصوف روزہ کے اسرار و مقاصد پر نہایت بلاغت کے ساتھ روشنی ڈالتے ہوئے مزید لکھتے ہیں:

''روزہ جوارح ظاہری اور قوائے باطنی کی حفاظت میں بڑی تاثیر رکھتا ہے، فاسد مادہ کے جمع ہو جانے سے انسان میں جو خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں اس سے وہ اس کی حفاظت کرتا ہے، جو چیزیں مانع صحت ہیں ان کو خارج کر دیتا ہے اور اعضا و جوارح میں جو خرابیاں ہوا و ہوس کے نتیجہ میں ظاہر ہوتی رہتی ہیں وہ اس سے دفع ہوتی ہیں، وہ صحت کیلئے مفید اور تقوی کی زندگی اختیار کرنے میں بہت مدد و معاون ہے''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الذين من قبلكم لعلكم تتقون. (سورہ بقرہ:۱۸۳)

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جیسا کہ ان لوگوں پر فرض کئے گئے تھے جو تم سے قبل ہوئے ہیں عجب نہیں کہ تم متقی بن جاؤ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الصوم جُنَّۃ   روزہ ڈھال ہے۔

چنانچہ ایسے شخص کو جو نکاح کا خواہشمند ہو اور استطاعت نہ رکھتا ہو روزہ رکھنے کی ہدایت کی گئی اور اس کو تریاق قرار دیا گیا ہے، مقصود یہ ہے کہ روزہ کے مصالح اور فوائد چوں کہ عقل سلیم اور فطرت صحیحہ کی رو سے مسلمہ تھے اس لئے اللہ اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی حفاظت کی خاطر محض اپنی رحمت اور احسان سے فرض کیا ہے (زاد المعاد، ج۱، ص۱۵۲) اسی سلسلہ کلام میں آگے ایک جگہ لکھتے ہیں:

''چونکہ قلب کی اصلاح اور استقامت حال سلوک الی اللہ اور جمعیت باطنی پر منحصر ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف بالکلیہ توجہ وانابت پر اس کا دارومدار ہے اس لئے پراگندہ خاطری اس کے حق میں سخت مضر ہے، کھانے پینے کی زائد مقدار، لوگوں سے زیادہ میل جول، ضرورت سے زیادہ گفتگو وہ چیزیں ہیں جن سے جمعیت باطنی میں فرق آتا ہے اور انسان اللہ تعالیٰ سے منقطع ہو کر مختلف راستوں پر بھٹکنے لگتا ہے، بعض وقت محض اسی وجہ سے اس کی راہ کھوئی ہوتی ہے، ان سب باتوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کی مقتضی تھی کہ اپنے بندوں پر روزہ فرض کرے اور اس کے ذریعہ کھانوں کی زائد مقدار اور خواہشات کے فضلہ کا ازالہ وتنقیہ ہو سکے جس کی وجہ سے آدمی وصول الی اللہ سے محروم رہتا ہے وہ اس سے دنیا و آخرت دونوں جگہ فائدہ اٹھا سکے اور اس کی عارضی اور مستقل کسی مصلحت کو نقصان نہ پہونچے''۔ (زاد المعاد، ج۱، ص۱۶۸) (ماخوذ: ارکان اربعہ)

رہبر پرتاپ گڑھی، یوپی

غزل

خود مفلسی کا بوجھ اُٹھانے نکل پڑے
پڑھنے کی عمر تھی وہ کمانے نکل پڑے

یہ سر اُنہیں کا آج بھی محفوظ ہو گیا
دستار جو بھی اپنا بچانے نکل پڑے

ہوگا اُنہیں ضرور احساسِ تیرگی
جو آندھیوں میں دیپ جلانے نکل پڑے

رشتے کی آبرو تھی نزاکت کا پاس تھا
اِس واسطے ہم اُن کو منانے نکل پڑے

دِل کھول کر گلے سے لگانے کے واسطے
رہبرؔ! کے ساتھ سارے دِوانے نکل پڑے

مولانا مفتی ڈاکٹر محمد مصطفیٰ عبدالقدوس ندوی، گجرات

روزہ کا تصور دوسرے مذاہب میں

جہاں تک روزہ کی تاریخ کی بات ہے، تو اسلام سے پہلے حضرت آدمؑ سے آخری نبی و رسول محمد ﷺ تک تمام انبیاء و رسلؑ اور قوموں پر روزہ فرض رہا ہے۔ (احکام القرآن للجصاص: ۲/۹۰، تفسیر رازی: ۳/۵۵، تفسیر ابن کثیر: ۱/۲۰۲) البتہ تعداد و کیفیت میں فرق رہا ہے، قدیم مذاہب کا تاریخی جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندومت، جین مت، یہودیت، عیسائیت، قدیم مصریوں، یونان اور پارسی مذہب میں روزہ کا تصور تھا، اور ان مذاہب و اقدار کے ماننے والے روزہ رکھتے تھے، چنانچہ ہندومت میں ہندی مہینہ کی گیارہ بارہ کو برہمنوں پر اکاشی کا روزہ ہے، ہندو جوگی چلہ کشی (یعنی: چالیس دن کے کھانے پینے سے احتراز) کرتے ہیں، ویکنتا ایکاوشی تہوار میں ہندوؤں کے مختلف فرقے دن میں روزہ رکھتے ہیں، اور رات میں پوجا کرتے ہیں۔ جینی دھرم میں چالیس چالیس دن تک ایک روزہ ہے، جہاں تک یہودیوں کی بات ہے، تو حضرت موسیٰؑ نے کوہ طور پر چالیس دن بھوکے پیاسے گزارے، لہٰذا ان کی پیروی میں ان کے متبعین پر ۳۹ / روزے رکھنا مستحب ہے، اور چالیسویں دن کا روزہ فرض ہے، اس کے علاوہ اور بھی دوسرے روزے ہیں۔

عیسائیت میں عیسائیت کے بانی حضرت عیسیٰؑ نے نبوت سے پہلے چالیس دن روزہ رکھا، اور نبوت کے بعد بھی حضرت موسیٰؑ کی اتباع میں برابر چالیس روزے رکھتے رہے ہیں، چوتھی صدی مسیحی میں ''عید الفصح'' سے قبل دو دن روزے کے لئے مخصوص کئے گئے، اس کے علاوہ اور بھی روزے ہیں جو عیسائی حضرات رکھتے ہیں، اہل عرب بھی اسلام کے پہلے سے روزہ سے کچھ نہ کچھ مانوس تھے، مکہ کے قریش جاہلیت کے دنوں میں عاشوراء (دسویں محرم کو) اس لئے روزہ رکھتے تھے کہ اس دن خانہ کعبہ پر نیا غلاف ڈالا جاتا تھا، (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: سیرۃ النبی: ۵/۲۱۱-۲۱۴، ارکان اربعہ: ص ۲۳۵-۲۴۰) ان تصریحات سے ثابت ہو گیا کہ قرآن کی آیت: ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الذين من قبلكم﴾ (بقرہ: ۱۸۳، تم پر روزہ اس طرح فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلوں پر فرض کیا گیا) کس قدر تاریخی صداقت پر مبنی ہے۔

ماہ رمضان میں روزہ فرض ہونے کی وجہ

البتہ ایک سوال ہے جو عقلیت پسند کے ذہنوں میں پیدا ہوتا ہے کہ روزہ دوسرے مہینوں کو چھوڑ کر رمضان کے مہینہ میں کیوں فرض ہوا؟ اسی طرح ایک ہی مہینہ کا روزہ کیوں فرض ہوا؟ اور رات کے بجائے دن میں کیوں فرض ہوا؟ اور پورے عالم کے مسلمانوں پر ایک ہی وقت میں کیوں فرض ہوا؟

ان سوالات کا ایک جواب بلکہ اصل جواب یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود ہی بارہ مہینوں میں سے رمضان کا انتخاب کیا، ایک ہی مہینہ کا روزہ فرض کیا، اور روزہ رکھنے کا

وقت رات کے بجائے دن متعین کیا چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ......أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ﴾(سورہ بقرہ:۱۸۵-۱۸۷)

''ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا ہے، وہ لوگوں کے لئے ہدایت ہے، اور اس میں کھلے ہوئے (دلائل ہیں) اور (حق و باطل میں امتیاز کے، سو تم میں سے جو کوئی اس مہینہ کو پائے لازم ہے کہ وہ (مہینہ بھر) روزہ رکھے...... جائز کردیا گیا ہے تمہارے لئے روزوں کی رات میں اپنی بیویوں سے مشغول ہونا......اور کھاؤ اور پیو جب تک کہ تم پر صبح کا سفید خط سیاہ خط سے نمایاں ہوجائے، پھر روزہ کو رات (ہونے) تک پورا کرو''

معلوم ہوا کہ روزہ کے لئے ماہ رمضان المبارک کا انتخاب اس لئے ہوا کہ اسی ماہ میں قرآن نازل ہوا، اور اُس حالت میں جبکہ رسول اللہ ﷺ غار حراء میں ہر قسم کی عبادتوں میں مصروف رہتے، اور روزے بھی رکھتے۔ (سیرۃ النبی ۲۱۸/۵) اور چونکہ یہ مہینہ برکات الٰہی کے نزول کا ذریعہ ہے، اس لئے اس میں روزہ رکھنے کا اصل غرض جو ﴿لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ میں مذکور ہے، یعنی: تقوی پورے طریقہ سے حاصل ہوجاتی ہے۔ (المصالح العقلیۃ للأحکام النقلیۃ: ص ۱۴۳-۱۴۵)

(ماخوذ: رمضان کے شرعی احکام)

ڈاکٹر عطا عابدی-پٹنہ

غزل

عصر رواں کا قیمتی تحفہ لئے ہوئے
ہم جی رہے ہیں وعدۂ فردا لئے ہوئے

ہاتھوں میں اپنے نقش کف پا لئے ہوئے
وہ ڈھونڈتے ہیں راستہ رستہ لئے ہوئے

اپنے سوا تو کچھ نظر آتا نہیں مگر
ہیں سربراہ قوم کا دعویٰ لئے ہوئے

آتش پرست ہوگئے دانشورانِ شہر
سورج کے آگے کاسۂ دنیا لئے ہوئے

دنیا مرے نقوشِ قدم چومتی تھی کل
مٹھی میں مجھ کو آج ہے دنیا لئے ہوئے

تہذیب کی شکست کا احساس تک نہیں
ہم مطمئن ہیں اپنا گھرانہ لئے ہوئے

خدمت سے کچھ علاقہ نہیں ہے عطا مگر
وقعت تلاش کرتے ہیں عہدہ لئے ہوئے

مولوی حبیب الرحمن۔حیدرآباد

صالحیت

"وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ" (سورہ القصص: 70) اور یہ کہ ہر چھپی، ڈھکی اور کھلی چیز، خلوت وجلوت کی اور دل میں چھپی ہوئی ہر بات اور انسان کے ہر عمل کو اللہ تعالیٰ بخوبی جانتے ہیں اور جاہل انسان کو ہر وہ علم عطا کرتے ہیں جس کا تعلق جزائے اعمال کے ابدی عالمِ غیب سے ہے یا سعی وعمل کے عالم شہادت سے ہے اور انسان کو اس کی محنتوں کا بدل، پورا بدل دیتے ہیں۔ (رحمانیت) اور محنت سے زیادہ بدل دیتے ہیں اور انسان کی خطاؤں کو وہی معاف کرنے والے ہیں اور ہر قسم کے شرور وآفات سے حفاظت کرتے اور ہر مشکل میں مدد کرتے ہیں (رحیمیت)۔ انسان جو محتاج رحمت ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا ہر حکم وہدایت ایک رحمت ہے۔ انسان اللہ کی ہدایتوں پر عمل کر کے ہی اللہ تعالیٰ کی عارضی وابدی رحمتوں کا مستحق ہوسکتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ معبود ومستعان ہیں۔ "هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ج هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ" (سورہ الحشر: 22) اللہ تعالیٰ ہی گناہوں پر پردہ ڈالنے اور گناہوں کو بخشنے والے ہیں وہی گناہگار کی توبہ قبول کرتے ہیں اور وہی سخت عذاب دینے والے بہت بڑی قوت والے بھی ہیں اس لئے وہی معبود ومستعان ہیں۔ "غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ" (سورہ المؤمن: 3) کامل غلبہ واقتدار اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے جس کے تحت کائنات کا ہر ذرہ ہر آن حرکت میں ہے اور ہر حرکت، حکمتوں سے معمور ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ہدایتوں میں انسان کے لئے عقل ودانائی کا سبق ہے تا کہ وہ اپنے اصلی نفع وضرر کو سمجھے اور اسی سمجھ سے دنیا کے کاروبار انجام دے اور ابدی خیر واقعی منافع حاصل کرے۔ اس لئے وہی معبود ومستعان ہیں۔ "لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ" (سورہ ال عمران: 6) انسان کی دنیا وآخرت کی بھلائی اسی میں ہے کہ اللہ جل شانہٗ کے آگے سر تسلیم واطاعت جھکا دے اور ہر مشکل ومصیبت، حیرانی وپریشانی میں ان ہی سے مدد مانگتا رہے ان کے ہر حکم وہدایت پر چلے۔ "فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗٓ اَسْلِمُوْا" (سورہ الحج: 34) اس زندگی بخش تعلیم میں انسان کو بندہ بننے پر مجبور نہیں کیا گیا ہے بلکہ اس کو افرادِ خلق، تمام انسانوں اور نفس وشیطان کی بندگی کے جنجال سے چھڑا کر بندگیٔ رب کا شرف عطا کیا جا رہا ہے جو انسان کی فطری حیثیت ہے یہ بصیرت افروز حقیقت جب طالب حق سمجھ لیتا ہے اور قبول کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے فضل وتوجہ سے اس کی دانش وبینش میں ایک بڑی تبدیلی یہ پیدا ہو جاتی ہے کہ تمام خود ساختہ معبود "غیر اللہ" نظروں سے گر جاتے ہیں اور اپنی حاکمیت وخود مختاری کا پندار فنا ہو جاتا ہے اور اس کے بجائے اللہ جل شانہٗ کی عظمت وجلالت وکبریائی، فرمانروائی وحاجت روائی (ربوبیت) اور اپنی حیثیت محتاجی وبندگیٔ رب واضح ہو جاتی ہے اور وہ بہ ذوق وشوق لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اعلان کر دیتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی الوہیّتِ واحدہ اور اپنی بندگیٔ رب کا دلی اقرار ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنے اور زندگی کی ہر حرکت وسکون میں اللہ تعالیٰ

ہی کے حکم و ہدایت پر عمل کرنے کا قلبی عہد و پیمان ہے۔محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق میں علماً وعملاً 'سیرتاً وصورتاً اتباع و اطاعتِ رسالت کا یہ اقرار واثق بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے استعانت' اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کے جو طور وطریق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتا دیئے ہیں وہی قابلِ اتباع و اطاعت ہیں۔اس کے بعد اگر اللہ و رسولؐ کی اطاعت واتباع سے گریز کیا جائے تو "وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ" (سورہ بقرہ:8) ترجمہ:(وہ ایمان نہیں لائے) کا اطلاق ہوگا۔

توضیح: اسوہ حسنہ کی پوری پوری اتباع واطاعت ہی تزکیۂ نفس اور تطہیر قلب اور صحیح بصیرتِ قرآنی حاصل کرنے کا واحد ذریعہ ہے۔غیر مسنون اشغال ومراقبات سے انسان زاہد گوشہ نشین تو ہوسکتا ہے مگر مجاہد فی سبیل اللہ اور خلیفۃ الارض نہیں بن سکتا اور نہ اسے بصیرت قرآنی عطا کی جاتی ہے۔

دوسری تبدیلی مطلوب ومقصود کی تبدیلی ہے۔دنیا کا تنعم وتعیش' لذات وشہوات کی فکر وطلب وحرص کے بجائے تکالیفِ آخرت سے محفوظ رہنے کی فکر اور مغفرتِ الٰہی وجنت کی طلب و حرص پیدا ہوجاتی ہے اور (1) خوف ورجا (2) حمد وشکر (3) صبر واستقامت (4) لگن ومحبت (5) ذکر و یاد (6) توکل (اعتماد وبھروسہ) (7) دعا وطلب امداد (8) بندگی اور اتباع و اطاعت (9) توبہ (اعترافِ قصور وندامت وطلبِ عفو) ان فطری جذبات کا تعلق تمام باطل مراکز سے ٹوٹ کر حقیقی' اعلیٰ و عظیم مرکز' اللہ جل شانہٗ سے قائم ہوجاتا ہے اور صالح و پاکیزہ زندگی کی ابتداء ہوجاتی ہے جو حیاتِ ایمانی کی پہلی منزل (صدق واخلاص' ہدایت اور بندگیِ رب) کا بنیادی مقام ہے جس کے بعد حق سبحانہ تعالیٰ کی رحمت' ہدایت اور معیّت بندۂ مومن سے متعلق ہوجاتی ہے۔رحمت' ہدایت ومعیّتِ حق ہی مومن کی قوتِ ایمانی کا سرچشمہ ہے۔

ولایت' ہدایت ومعیّت

ولایت (رحمتِ الٰہی):۔یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے آغوشِ رحمت سے مومن کی پرورش کرتے ہیں۔دین وایمان میں توانائی و پختگی پیدا کرتے جاتے ہیں اور دل' دماغ وزندگی کے ایک ایک تاریک گوشہ کو نورانی بناتے جاتے ہیں۔"وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا" (سورہ الاحزاب:43) ترجمہ:(اور وہ مؤمنوں پر بڑے ہی رحیم ہیں۔) اور "اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ" (سورہ البقرہ:257' ال عمران:68' النساء:45 اور الحج:40) ترجمہ: (اللہ اہلِ ایمان کے ولی ہوجاتے ہیں ان کو ظلمتوں سے نکال کر نور کی طرف لاتے ہیں۔) جہل وتاریکی کتنی ہی پھیل جائے،مومن کو علم کی روشنی عطا کرتے رہتے ہیں۔اور سورہ الاعراف آیت 196 میں "اِنَّ وَلِيِّ ىَ اللّٰهُ الَّذِىْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ" ترجمہ:(بے شک اللہ بندوں کے ولی ہیں جو کتاب نازل فرمایا اور وہی اللہ صالحین کا حامی ومددگار ہے۔) غور طلب بات یہ فرمائی گئی کہ بندوں پر کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل فرمانا، اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں کے ولی ہیں۔اس کے بعد دوسری شکل یہ ہے کہ بندئے اللہ تعالیٰ کے دوست (ولی) ہوتے ہیں۔"اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ" (سورہ یونس: 62) ترجمہ: (خبردار! بے شک جو لوگ اللہ کے ولی (دوست) ہیں اُن پر کسی قسم کا خوف طاری ہوتا ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں۔)

ہدایت: یہ ہے کہ ہر موقعہ ومحل پر صحیح عمل کی توفیق عطا فرماتے ہیں ہر قسم کی مخالفتوں میں صحیح روش پر قائم رکھتے ہیں۔"وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ" (سورہ الحج:54) بے شک اللہ تعالیٰ اہلِ ایمان کو راہ راست پر چلاتے ہیں۔

معیت: "اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ

وَاَخْلَصُوْا دِیْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَسَوْفَ یُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِیْنَ اَجْرًا عَظِیْمًا"(سورہ النساء:146)

ترجمہ:(ہاں جنہوں نے (کافرانہ ومنافقانہ روش سے) توبہ کی اور اپنی حالت سنواری (اصلاح کی) اپنے آپ کو خوبیوں سے آراستہ کیا اور اللہ تعالیٰ کے احکام پر مضبوطی سے جمے رہے اور انہوں نے اپنے دین کو اللہ تعالیٰ کے لئے خاص کرلیا۔ لہٰذا ایسے تمام لوگ اہلِ ایمان کے ساتھ شمار کئے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ عنقریب مؤمنوں کو اجرِ عظیم دیں گے۔) اس وضاحت کے بعد ربّ العالمین ان مؤمنین کے مختلف کردار واوصاف بیان کرتے ہوئے اُن کے ساتھ ہونے کی طمانیت دیتے ہیں، جوحسب ذیل قرآنی آیات میں بیان فرمائی ہیں۔ "مع المؤمنین"(سورہ النساء:146)"مع الراکعین"(سورہ البقرہ:43'ال عمران:43)"مع الصابرین"(سورہ البقرہ: 153،249'الانفال:66)"مع المتقین"(سورہ البقرہ: 194'التوبہ:36،123)"مع الشاھدین"(سورہ ال عمران:53'المائدہ:83)"مع الابرار"(ال عمران:193) "مع الذین انعم اللہ علیھم من النبین"(سورہ النساء: 69)"مع الذین التقوا والذین ھم محسنون"(سورہ النحل:128)"مع المحسنین"(العنکبوت:69)۔"مع" (ساتھ) ہونے کا مطلب یہ ہے کہ مخالف ماحول میں اہلِ ایمان کی مدد کرتے ہیں۔یعنی دشمنوں کے قلوب میں اہلِ ایمان کا رعب بٹھادیتے ہیں۔کمی تعداد وکمی سامان کے باوجود اہلِ ایمان کو کامیابی وغلبہ عطا کرتے ہیں، اہلِ باطل کی قوتوں کو پاش پاش کردیتے ہیں۔"اِنَّ اللّٰهَ یُدٰفِعُ عَنِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا"(سورہ الحج:38) ترجمہ:(بے شک اللہ تعالیٰ مؤمنین کی طرف سے (دشمنانِ دین کے حملوں کی) مدافعت کرتے ہیں) مؤمن کو ہر مشکل میں ثابت قدم رکھتے ہیں راہِ حق میں جان دے دینا آسان کردیتے ہیں۔ ہر باطل قوت سے بے خوف کردیتے ہیں اور اہلِ باطل کے کید ومکر سے ان کی شرارتوں سے محفوظ رکھتے ہیں۔

تقدیر

تقدیرِ الٰہی پر ایمان لانا ایمان باللہ کا اہم جزو ہے مگر غلط تعبیرات کی وجہ سے اس کا مفہوم اتنا بگڑ گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے بے خوفی وبے نیازی پیدا ہوگئی اور دینی جمود وتعطل پیدا ہوگیا حالانکہ ایمان باللہ میں یہ تعلق نفع وضرر' منع وعطا' خیر وشر تمام مخلوق سے بے خوفی' ناامیدی اور بے نیازی ہے اور اللہ تعالیٰ ہی سے پوری پوری نیازمندی ہے۔ تقدیر جو ایمان باللہ ہی کا جزو ہے اس کا مفہوم بھی یہی ہے کہ یہ تعلقِ نفع وضرر وغیرہ مخلوق سے خوف وامید باقی نہ رہے اور اللہ تعالیٰ ہی سے خوف و امید پیدا ہو کر انسان آستانۂ حق پر سرافگندہ ہوجائے اور اللہ جل شانہٗ کے در کا فقیر بنا رہے اور مخلوق سے بے خوف رہ کر سرگرم عمل رہے۔اس کے سوا جو کچھ سمجھا اور سمجھایا جاتا ہے وہ شیطانی وسوسے ہیں۔نیز سِرِّ تقدیر کے نام سے جو کچھ بیان کیا جاتا ہے وہ کشف کی بات ہے کتاب وسنت کی بات نہیں۔ نیز ایمان بالآخرت' ایمان بالرسالت' ایمان بالکتاب اور ایمان بالملائکہ یہ سب ایمان باللہ کے لازم وملزوم اجزاء ہیں۔ایمان باللہ کا مطلب یہ ہے کہ ملائکہ بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔نظمِ عالم کی مختلف خدمات ان کے تفویض ہیں جن کو ملائکہ حکمِ الٰہی کے مطابق انجام دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی کارسازی و کارفرمائی میں وہ دخیل وشریک نہیں ہیں نہ وہ اللہ تعالیٰ کی اولاد ہیں۔دوسرے معنیٰ میں دراصل علمِ الٰہی کا دوسرا نام ہی تقدیر ہے۔اللہ کا علم ہرگز بدل نہیں سکتا،لیکن بندوں کو جو اختیار دیا گیا ہے جس کا وہ اپنے کئے کا بدل پائیں گے۔

(ماخوذ:رہنمائے فطرت،ص:۱۰۱-۱۰۶)

ڈاکٹر قمر حسین انصاری۔ بنجارہ ہلز، حیدرآباد

''رمضان کریم''

آمدِ ماہِ رمضان وماہِ نزول قرآن مبارک ہو۔ عالمِ عرب میں عام طور پر لوگ ایک دوسرے کو ماہِ رمضان کی مبارک باد ''رمضان کریم'' کہہ کر کیا کرتے ہیں۔ آیئے دیکھتے ہیں اس کے پیچھے قدرت کیا ہے؟

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: ''رجب اللہ کا مہینہ ہے، شعبان میرا مہینہ اور رمضان میری اُمت کا مہینہ ہے''۔ ایک مرتبہ حضرت موسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ ''یا اللہ میں جتنا آپ سے قریب ہوں اور آپ سے بات کرسکتا ہوں، اُتنا کوئی اور بھی قریب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا: اے موسیٰ آخری وقت میں ایک اُمت آئے گی اور وہ اُمت حضرت محمد ﷺ کی ہوگی۔ اُس اُمت کو ایک مہینہ ایسا ملے گا جس میں وہ خشک ہونٹوں، پیاسی زبان، سوکھی ہوئی آنکھیں اور بھوکے پیٹ سے جب افطار کریں گے تب میں اُن کے بہت قریب رہوں گا اور موسیٰ میرے اور تیرے درمیان ستر (۷۰) پردوں کا فاصلہ ہے، لیکن جب وہ افطار کریں گے ہمارے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوگا اور وہ اُس وقت جو بھی دُعا مانگیں گے میں وہ دُعا قبول کروں گا۔ اگر میرے بندے کو یہ معلوم ہوجائے کہ رمضان کیا ہے تو سب تمنا کریں گے کہ کاش پورا سال رمضان ہوتا۔ تو اے روزہ دارو! ''بندے ہو اگر رب کے تو رب سے مانگو۔ منت سے خوشامد سے ادب سے مانگو''۔

اللہ اللہ، قربان جایئے اپنے پیارے نبی ﷺ پر اور اُن پر کثرت سے درود وسلام بھیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے طفیل اُن کی اُمت پہ بھی اپنی محبتوں کو، اپنی نعمتوں کو، اپنی برکتوں کو رمضان کریم کی شکل میں نچھاور کردی اور سونے پر سہاگہ یہ کہ اس مہینہ میں ایک ایسی بابرکت رات بھی نازل کردی جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ الحمدللہ! اللہ کا جتنا شکر ادا کیا جائے وہ کم ہے کہ اُس نے ہمیں اُمتِ محمدیہ میں پیدا کیا۔ ستر ماؤں کی محبت رکھنے والا ہمارا رب ہمیں پچھلے تقریباً ۱۴۰۰ سال سے اپنے بندوں کی ہر چھوٹی بڑی خطاؤں، گناہوں کو عفو درگذر کرتے ہوئے ہمیں ہر سال رمضان کریم عطا کرتا آرہا ہے کہ تم اُس کی نعمتوں، رحمتوں کو اور برکتوں کو سمیٹ لو اور سنبھل جاؤ۔ تم بھی آپ میں ایک دوسرے کی غلطیوں کو، زیادتیوں کو بھول جاؤ اور معاف کرلو اور اللہ کا شکر ادا کرو۔ قرآن اور سنتِ رسول ﷺ کو پڑھو، سمجھو اور اُن پر عمل کرو۔ قرآن حکیم سے وابستگی اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ اُسے تاحیات قائم رکھو۔

احادیث مبارکہ کے بموجب رمضان کریم عظمت

وبرکت والا مہینہ ہے، صبر کا مہینہ ہے، تزکیہ نفس کا مہینہ ہے، اپنی زندگی کو پھر سے سنوارنے کا مہینہ ہے، غم خواری کا مہینہ ہے، مومن کے رزق میں اضافہ کا مہینہ ہے، اعتکاف کا مہینہ ہے، غیبت اور بدکلامی سے اجتناب کا مہینہ ہے، سخاوت وخرچ کرنے کا مہینہ ہے، جذبہ، خیر سگالی کا مہینہ ہے، امن وامان کا مہینہ ہے، انسانیت کا مہینہ ہے، جنت کی طلب اور جہنم سے پناہ مانگنے کا مہینہ ہے، مسجدوں کو آباد کرنے کا مہینہ ہے، ایسا مہینہ جس میں ایک فرض ۷۰ فرائض کے برابر ہے، نفلی عبادات فرض کے برابر ہیں۔

سحری کھانے پر اجر وثواب ہے، افطاری کے وقت جہنم سے چھٹکارہ کا پروانہ ہے، روزہ دار کو افطار کرنے اور کروانے پر برابر کا ثواب اور مغفرت کا اعلان ہے۔ خادم اور ملازم پر بوجھ ہلکا کرنے کا بڑا اجر ہے، روزہ جسم کی زکوٰۃ ہے، بدن اور روح کی پاکیزگی کے ساتھ ساتھ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرنے پر اپنے مال کو پاکیزہ کرنے کا ضامن ہے، تہجد اور تراویح پڑھنے میں عظیم اجر وثواب ہے، روزہ ڈھال ہے جہنم کی آگ کے خلاف، قرآن اور روزہ روزِ محشر میں بندوں کی شفاعت کریں گے۔

ایک جاپانی سائنسداں یوشوروتی اشیونی کی تحقیق سے معلوم ہوا کہ روزہ (Fasting) مرض کینسر کے خلاف ایک ڈھال، اُن کی اس تحقیق پر اُنھیں ۲۰۱۶ء میں میڈیسن کا نوبل پرائیز بھی ملا۔

پہلا عشرہ رحمت، دوسرا عشرہ مغفرت، تیسرا عشرہ جہنم سے چھٹکارہ ہے۔ اس لیے مومنوں اپنے رب سے رات دن، دل کھول کر مانگئے کہ ہم ایسے مسلمان بن جائیں جنھیں دیکھ کر اللہ اور اُس کے رسول ﷺ یاد آجائیں۔ اور ہم سال بھر ''رمضانی مسلمان'' بن کر رہیں۔ ان شاء اللہ۔

رب العزت رمضان کریم کی ٹھنڈی مہکتی، لہلہاتی صبحوں کو، سہانے دنوں کو ہم سب کو مبارک کرے، اپنے اپنے غیب کے خزانوں سے ہماری تمام جائز آرزوئیں اور مُرادیں پوری کرنے اور ڈھیروں خوشیاں عطا فرمائے۔ ہمارے غیر مسلم ہم وطنوں کے دلوں میں ہمارے لیے محبت، عزت واحترام پیدا کرے کہ ہمارے ملک میں امن وامان قائم ہو اور ہم سب مل جُل کر ایک ساتھ رہیں۔

(آمین یارب العالمین)

رَّبِّ اغۡفِرۡ وَارۡحَمۡ وَأَنۡتَ خَيۡرُ الرَّاحِمِيۡنَ۔ آمین

قطعہ

شاد عباسی

ایڈیٹر ارتقا، سہ ماہی، بنارس

آفات کو ٹلنے میں کچھ دیر نہیں لگتی
حالات بدلنے میں کچھ دیر نہیں لگتی

اتنا نہ تم اتراؤ پر نور فلک زادو!
مہتاب کو ڈھلنے میں کچھ دیر نہیں لگتی

ڈاکٹر مفتیہ رقیہ شکیل خان، حیدرآباد

روزہ کے باطنی آداب

روزہ کے ظاہری آداب تو یہی ہیں کہ صبح صادق سے لے کر غروبِ آفتاب تک کھانے پینے اور جماع سے رُک جائیں لیکن روزہ کے کچھ باطنی آداب بھی ہیں جن کا لحاظ رکھنا اشد ضروری ہے۔ وہ یہ کہ جسم کے تمام اعضاء کو خلافِ شرع باتوں کے ارتکاب سے بچایا جائے جبھی ہم صحیح معنوں میں روزہ کے فوائد سے بہرہ ور ہو سکتے ہیں اور فرمانِ باری تعالیٰ: لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ کے مژدۂ جانفزا سے شادکام ہو سکتے ہیں۔

جھوٹ سے بچو

جھوٹ ایک ایسا گناہ ہے کہ اسلام ہی نہیں بلکہ دنیا کے سارے باطل مذاہب کی نظر میں بھی اسے گناہ تصور کیا جاتا ہے۔ ویسے تو میں ہر حال میں جھوٹ سے پرہیز اور گریز کرنا چاہئے لیکن خصوصی طور پر ماہِ رمضان المبارک میں روزے کی حالت میں ہمیں جھوٹ سے بچنا چاہئے کیونکہ اگر ہم روزہ رکھ کر بھی جھوٹ بولتے ہیں تو گویا ہم نے روزہ کے مقصد کو فراموش کر دیا۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَ الْعَمَلَ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِيْ اَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَ شَرَابَهٗ“، جو شخص جھوٹ بولنا اور اس پر عمل ترک نہ کرے تو اللہ کو کوئی ضرورت نہیں کہ وہ اپنے کھانے پینے کو چھوڑ دے۔ (بخاری شریف، ج: اول، ص: ۵۵۲)

غیبت سے پرہیز

رسول اکرم نورِ مجسم ﷺ کے زمانہ میں دو عورتوں نے روزہ رکھا اور ایسا ہوا کہ انہیں اس قدر پیاس لگی کہ جان کا خطرہ پیدا ہو گیا، آخر رسول اکرم ﷺ سے روزہ توڑنے کی اجازت مانگی، آپ نے ایک پیالہ ان کے پاس بھیجا اور فرمایا کہ انہیں کہو جو کچھ کھایا ہے وہ اس میں قئے کر دیں، لہٰذا ان کی قئے میں خون اور جمے ہوئے خون کے ٹکڑے تھے، لوگوں کو اس پر بے حد تعجب ہوا تو آپ نے فرمایا: ان دونوں عورتوں نے اس چیز سے سحری کی جسے اللہ نے حلال کیا ہے اور پھر اس چیز سے توڑ ڈالا جسے اللہ نے حرام فرمایا ہے یعنی غیبت میں مشغول ہو گئیں۔

غیبت ایسا سخت ترین گناہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسے ”اپنے مردار بھائی کا گوشت کھانے“ سے تعبیر فرمایا ہے، جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ (سورہ: الحجرات، آیت: ۱۲) اور کوئی شخص ایک دوسرے کی غیبت نہ کرے کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرے گا کہ اپنے مردار بھائی کا گوشت کھائے، وہ تو تمہیں ناپسند ہے۔ لہٰذا ہمیں ہمیشہ اور خصوصاً ماہِ رمضان المبارک میں روزے کی حالت میں غیبت سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

نازیبا الفاظ کہنا، گالی گلوج کرنا

روزہ رکھ کر ہمیں دل آزاری سے بھی پرہیز کرنا

چاہئے۔ دل آزاری کئی طریقوں سے ہوتی ہے، کسی کو الٹے سیدھے ناموں سے پکارنا، کسی کا مذاق اُڑانا، کسی پر جملے کسنا، کسی کے عیب کے ساتھ اسے منسوب کرنا، کسی کا کوئی سامان اِدھر اُدھر کر کے ستانا وغیرہ یہ سب دل آزاری کی صورتیں ہیں۔ روزہ رکھ کر ہمیں ان سب چیزوں سے کوسوں دور رہنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ کیونکہ روزہ کا ایک مقصد ''ایک دوسرے کی تکالیف کا احساس'' اور ''آپس میں پیار اور محبت پیدا کرنا ہے''۔ کالجوں، اسکولوں اور مدرسوں کے طلبہ اور فیکٹریوں میں کام کرنے والے مزدوروں میں یہ وباء عام ہے کہ وہ ایک دوسرے کا خوب تمسخر اڑاتے ہیں۔ انہیں جاننا چاہئے کہ وہ جو کچھ کر رہے ہیں وہ روزہ کی روحانیت کے خلاف ہے۔

دل کی حفاظت

روزہ کا تقاضہ یہ بھی ہے کہ ہمارے دل میں ہر طرح کے گناہ سے بچنے کا جذبہ پیدا ہو۔ انسان جو بھی گناہ کرتا ہے پہلے اس کا تصور اس کے دل میں پیدا ہوتا ہے اور پھر وہ اسے کر گزرتا ہے۔ اللہ کے پیارے حبیب ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''انسان کے بدن میں گوشت کا ایک ایسا ٹکڑا ہے کہ اگر وہ صحیح ہو تو پورا بدن صحیح رہے گا اور اگر وہ فاسد ہو جائے تو پورا بدن فاسد ہو جائے گا، وہ دل ہے''۔ لہٰذا ہمیں اپنے دل کو غلط خیالات اور بُرے وسوسوں سے بچانا چاہئے۔

نگاہوں کی حفاظت

جیسا کہ مذکور ہوا کہ اصل روزہ جسم کے ہر عضو کو گناہوں سے بچانا ہے، حالت روزہ میں ہمیں اپنی نگاہوں کی بھی حفاظت کرنی لازم ہے۔ اپنی آنکھوں کو غیر محرم عورتوں، ٹی وی، ناچ، گانا، فلم، عریاں تصویریں دیکھنے سے بچانا ہوگا کیونکہ ان چیزوں کو دیکھنے سے دل میں گناہ کرنے کا خیال پیدا ہوتا ہے اور وہ ہمارے روزہ کی روحانیت کو مردہ کر دیتا ہے۔ لہٰذا مذکورہ بالا چیزوں سے اپنی نگاہوں کی حفاظت کریں۔ اگر کچھ دیکھنا چاہیں تو قرآنِ مقدس کو دیکھیں، مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کریں، والدین کو محبت بھری نگاہ سے دیکھیں اور پڑھنا چاہیں تو قرآنِ مجید اور دینی کتابیں پڑھیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ بے شماری دینی و دنیاوی فوائد حاصل ہوں گے۔

کانوں کی حفاظت کرو

یوں تو کانوں کو ہر حال میں بری باتوں سے سننے سے بچانا لازم ہے مگر روزہ کی حالت میں اس کی طرف خاص توجہ دینی چاہئے۔ ایک بزرگ کا قول ہے کہ جسم کے ہر عضو کا روزہ ہوتا ہے اور کانوں کا روزہ یہ ہے کہ کان کو بُری اور فضول باتوں کے سننے سے بچایا جائے کیونکہ بُری باتیں سننے کا دل پر بہت گہرا اثر ہوتا ہے جس سے انسانی خیالات میں گناہوں کی طرف رغبت پیدا ہوتی ہے۔

روزہ دار کے لئے ضروری ہے کہ غیبت، جھوٹی باتیں، لطیفے، فلمی اسٹوریاں، فلمی گانے اور فحش باتیں نہ سنے کیونکہ شریعت میں جن باتوں کا کہنا جائز نہیں ان کا سننا بھی جائز نہیں ہے۔ نعت رسول ﷺ اور قرآنِ مجید کی تلاوت سنیں، دینی اجتماعات میں حاضر ہو کر ذکرِ خدا اور رسول سنیں۔ ان شاء اللہ دل کی دنیا روشن ہوگی اور روزہ کے روحانی فوائد حاصل ہوں گے۔

☆☆☆

امداد الحق بختیار۔استاذ حدیث وشعبۂ افتاء جامعہ اسلامیہ دارالعلوم حیدرآباد

رمضان کی قدر کیسے کریں؟

رمضان المبارک کا مہینہ اللہ جل شانہ کی بڑی عظیم نعمت ہے۔اللہ کے باتوفیق بندے ہی اس قدر جانتے ہیں اوراس کے انوار وبرکات سے پورے طور پر مستفید ہوتے ہیں؛ چنانچہ رسول اللہ ﷺ جب رجب کے مہینہ کا چاند دیکھتے تو یہ دعا فرمایا کرتے تھے:

اللھم بارک لنا فی رجب وشعبان وبلغنا رمضان. (مجمع الزوائد:۴/۲۷۴) اے اللہ ہمارے لیے رجب اورشعبان کے مہینوں میں برکت عطا فرما اور ہمیں رمضان کی مہینے تک پہنچا دیجئے۔ رمضان سے دومہینہ پہلے ہی اس کا انتظار اور اشتیاق وہی کرسکتا ہے جسے رمضان المبارک کی صحیح قدر وقیمت معلوم ہو۔

اگر ہم بھی چاہتے ہیں رمضان کی برکتوں سے محظوظ ہوں،تو ہمارے اوپر لازم ہے کہ اس مبارک مہینہ کی قدر کریں،اس مہینہ کے اعمال اور عبادات کو پورے اہتمام کے ساتھ ادا کریں،ادنی کوتاہی سے بھی مکمل احتیاط کی کوشش کریں، اللہ اوراس کے رسول ﷺ کے فرمان کے مطابق یہ مقدس مہینہ ہمیں گزاریں،نفس اور شیطان سے دوری اختیار کریں۔اور درج ذیل کاموں پابندی اور اچھے طریقے سے ادا کریں۔

(۱) روزہ کا اہتمام

رمضان المبارک کی سب سے بڑی عبادت روزہ رکھنا ہے،اللہ تعالی کا ارشاد ہے: **یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِن قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ.** (سورة بقرة: ۱۸۳) اے ایمان والوں! تمہارے اوپر روزے اسی طرح فرض کیے گئے ہیں جیسے پہلی امتوں پر فرض کیے گئے تھے؛ تاکہ تم تقوی اختیار کرو۔اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

”جعل اللہ صیامہ فریضة“ (شعب الایمان، بیھقی، حدیث نمبر: ۳۳۳٦) یہ ایسا مہینہ ہے جس کے روزے اللہ نے فرض قرار دئے ہیں،رمضان کے روزوں کا ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس سے پچھلے تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں،آپ ﷺ کا ارشاد ہے: **”من صام رمضان ایمانا واحتسابا غفرله ما تقدم من ذنبه“.** (بخاری:۳۸،مسلم:۷٦۰)

جو حضرات ایمان کی حالت اور ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھتے ہیں، ان کے گزشتہ سب گناہ معاف کردئے جائیں گے۔اسی طرح یہ روزے کل قیامت کے دن ہمارے لیے سفارش کریں گے اور جہنم کے عذاب سے بچانے میں اہم کردار ادا کریں گے(شعب الایمان، بیھقی، حدیث نمبر: ۳۳۳٦)

رمضان المبارک کے روزوں کی قدر وقیمت اور اہمیت کا اندازہ آپ ﷺ کے اس مبارک ارشاد سے بھی لگایا جاسکتا

ہے:"من افطر یوما من رمضان من غیر رخصة ولا مرض، لم یقض عنه صوم الدهر کله وإن صامه". (ترمذی:۷۲۳) جو شخص سفر یا بیماری جیسے کسی شرعی عذر کے بعد رمضان کا ایک روزہ بھی چھوڑ دے پھر اگر وہ اس کی قضاء کے طور پر عمر بھر بھی روزے رکھتا رہے تو رمضان کے چھوٹے ہوئے روزے کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔

ان تمام ارشادات نبوت سے یہ قیمتی ہدایت ملتی ہے کہ رمضان المبارک کے مہینہ میں تمام مسلمانوں کو روزوں کا اہتمام کرنا چاہیے۔بغیر کسی عذر شرعی کے روزے قضا کرنا انتہائی درجہ کی محرومی ہوگی۔

(۲) گناہوں سے بچنا

رمضان المبارک میں سب سے اہم اور بنیادی چیز یہ ہے کہ ہم گناہوں سے مکمل پرہیز کریں، گناہوں کے ساتھ روزوں کی برکات اور رمضان کے انوار کا حقیقی لطف نہیں مل سکتا۔آپ ﷺ کا ارشاد عالی ہے:

وإذا کان یوم صوم أحدکم فلا یرفث ولا یصخب، فإن سابه أحد أو قاتله فلیقل إني أمرء صائم. (بخاری:۱۹۰۴)

جب کسی کا روزہ ہو تو وہ فحش اور گندی باتیں اور شور و شغب بالکل نہ کرے اور اگر کوئی دوسرا شخص اس سے الجھے اور غلط باتیں کرے پھر بھی روزہ دار اس سے کوئی سخت بات نہ کہے، بلکہ صرف اتنا کہہ دے کہ جناب! میرا روزہ ہے۔

اس ہدایت میں اشارہ ہے کہ روزہ کی خاص فضیلتیں اور برکتیں انہی کو حاصل ہوتی ہیں، جو گناہوں سے حتی کہ بری اور ناپسندیدہ باتوں سے بھی پرہیز کرتے ہیں۔

ہمیں اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہیے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمارے روزوں کی حفاظت کے لیے، سرکش شیاطین کو قید کردیتے ہیں، جہنم کے تمام دروازے بند کردیتے، یعنی شر کے تمام راستے بند کردیتے ہیں، جب اللہ کی طرف سے ہمارے روزوں کی حفاظت کا اتنا اہتمام ہے تو اگر ہم خود اپنے روزوں کو غلط چیزوں سے محفوظ نہ رکھ سکیں تو یہ کتنی بے غیرتی کی بات ہوگی۔

(۳) افطار کی اہمیت

رمضان کے مبارک مہینہ میں جہاں اپنے اور اپنے اہل خانہ کے لیے افطار کا انتظام کرنا باعث ثواب ہے، وہیں مسافروں، غریبوں اور راہگیروں کا بھی ہمیں خیال رکھنا چاہیے، یہ ایک بڑی فضیلت اور فائدے کی چیز ہے، اس فضیلت کو حاصل کرنے کا موقع ہمیں صرف رمضان کے مہینہ میں ہی پورے طور پر ملتا ہے، آپ ﷺ فرماتے ہیں:

"مَنْ فَطَّرَ فِیهِ صَائِمًا کَانَ لَهُ مَغْفِرَةً لِذُنُوبِهِ، وَعِتْقَ رَقَبَتِهِ مِنَ النَّارِ، وَکَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ مِنْ غَیْرِ أَنْ یُنْقَصَ مِنْ أَجْرِهِ شَیْءٌ قُلْنَا: یَا رَسُولَ اللهِ! لَیْسَ کُلُّنَا یَجِدُ مَا یُفْطِرُ الصَّائِمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: یُعْطِی اللهُ هَذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلَی مَذْقَةِ لَبَنٍ أَوْ تَمْرَةٍ أَوْ شَرْبَةٍ مِنْ مَاءٍ، وَمَنْ أَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاهُ اللهُ مِنْ حَوْضِي شَرْبَةً لَا یَظْمَأُ حَتَّی یَدْخُلَ الْجَنَّةَ".

جس نے کسی روزے دار کو اس مہینہ میں افطار کرایا تو یہ اس کے لیے گناہوں سے مغفرت اور جہنم سے نجات کا ذریعہ ہوگا، نیز افطار کرانے والے کو روزے دار کے برابر ثواب دیا جائے گا اور روزے دار کے ثواب میں کوئی کمی بھی نہیں ہوگی۔

صحابہؓ نے سوال کیا: یا رسول اللہ! ہم میں سے ہر ایک میں افطار کرانے کی استطاعت نہیں ہے (تو کیا غریب لوگ اس عظیم ثواب سے محروم رہیں گے؟) آپ ﷺ نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی دے گا جو افطار کے لیے روزہ دار کو دودھ کی تھوڑی لسی یا تھوڑا پانی ہی پیش کردے، اس طرح آپ ﷺ نے فرمایا: لیکن جو کسی روزے دار کو پیٹ بھر کھانا کھلادے اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض کوثر سے ایسا سیراب کرے گا جس کے بعد اسے جنت میں داخلہ تک کبھی پیاس ہی نہیں لگے گی۔ (شعب الایمان، بیهقی، حدیث نمبر: ۳۳۳۶)

تراویح کی پابندی

رمضان المبارک کے مہینہ میں ایک اہم اور روزانہ ادا کی جانے والی عبادت تراویح کی نماز بھی ہے، نبی پاک ﷺ فرماتے ہیں: "**وقیام لیله تطوعا**" اللہ تعالیٰ نے رمضان کی راتوں میں قیام یعنی تراویح کی نماز کو افضل عبادت مقرر کیا ہے۔ (شعب الایمان، بیهقی، حدیث نمبر: ۳۳۳۶) ایک دوسری حدیث میں یہ مضمون ہے: "**ومن قام رمضان ایمانا واحتسابا غفر له ماتقدم من ذنبه**" (بخاری: ۳۷، مسلم: ۷۵۹) جو حضرات رمضان کی راتوں میں نفل یعنی تراویح کی نماز پڑھیں گے ان کے پچھلے سب گناہ معاف کردئے جائیں گے۔

لہٰذا اختلاف کے ردعمل (Side Effect) سے متاثر ہوئے بغیر ہمیں رمضان کی راتوں کو تراویح اور تہجد سے زندہ رکھنا چاہیے، بیس رکعات تراویح کا اہتمام کرنا چاہئے، اسی پر صحابہ کا عمل تھا، اور اس وقت سے اب تک تقریبا 80 فیصد امت کا بھی اسی پر عمل ہے، یہاں میرا مقصود کسی کو غلط قرار دینا نہیں ہے، بس رمضان کی انمول ساعتوں کے پیش نظر ایک خیر خواہانہ دعوت عمل ہے۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ نیکیاں ہمارے نامہ اعمال میں درج ہوسکیں۔

خیر خواہی کا مہینہ

اس مہینہ کی صحیح قدر اسی وقت ہوگی، جب ہم اس کے ایک ایک پیغام کو ملحوظ رکھیں اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں، رمضان المبارک کی ایک بڑی صفت اور خاصیت یہ ہے کہ یہ ہمیں صبر، غم خواری اور خیر خواہی کی دعوت دیتا ہے، پیارے نبی کا مقدس ارشاد ہے: "**وهو شهر لصبر والصبر ثوابه الجنة، وشهر المواساة**" (شعب الایمان، بیهقی، حدیث نمبر: ۳۳۳۶) یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے اور یہ غم خواری کا مہینہ ہے۔ یعنی ہمیں اس مہینہ میں طبیعت کے خلاف اور ناپسندیدہ باتوں کو بہت ہی تحمل کے ساتھ برداشت کرنا چاہیے، نیز اس لیے آپ ﷺ اس مہینہ میں کثرت سے سخاوت فرماتے تھے اور لوگوں پر خرچ کرتے تھے، اگرچہ آپ کی سخاوت پورے سال جاری رہتی تھی۔ (بخاری: ۶)

شب قدر کی تلاش

شب قدر بڑی انمول نعمت ہے، اللہ تعالیٰ نے یہ مبارک رات صرف اس امت کو عطا کی ہے، غالب گمان یہی ہے کہ یہ رات رمضان کے مہینہ اور اس کے آخری عشرہ میں ہوتی ہے، اس رات کی فضیلت اور منفعت انتہائی عظیم ہے، اس رات کی عبادت کو اللہ تعالیٰ نے اپنے مقدس کلام میں ہزار مہینہ کی عبادت سے بھی بہتر قرار دیا ہے (سورہ قدر) اسی مہینہ میں رسول اللہ ﷺ اس کی تلاش کے لیے اور اسے پانے کے

لیے خصوصی اہتمام فرماتے تھے (متفق علیہ) اور امت کو بھی اس کی تاکید اور وصیت فرمائی ہے۔ (بخاری: ۲۰۲۰)

اعتکاف

رمضان کی خاص اور اپنی نوعیت کی ایک انوکھی عبادت اعتکاف ہے، رسول اللہ ﷺ پابندی سے اخیر عشرہ کا اعتکاف فرماتے تھے، اس خصوصی عبادت کی احادیث مبارکہ میں بڑی فضیلت آئی ہے، اس کا ایک بڑا فائدہ رسول اللہ ﷺ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ اس کی وجہ سے انسان گناہوں سے محفوظ رہتا ہے اور اعتکاف کی وجہ سے جو عبادتیں وہ نہیں کر پاتا ان کا ثواب بھی اسے ملتا ہے، آپ ﷺ کا فرمان ہے: "**ھو یعتکف الذنوب ویجری له من الحسنات کعامل الحسنات کلھا**" (ابن ماجہ: ۱۷۸۱) وہ اعتکاف کی وجہ سے گناہوں سے بچا رہتا ہے اور نیکی کرنے والے بندوں کی طرح اس کی نیکیاں جاری رہتی ہیں اور اس کے نامۂ اعمال میں لکھی جاتی رہتی ہیں۔

اعتکاف کی حقیقت یہ ہے کہ ہر طرف سے تعلق ختم کر کے بندہ اللہ کی طرف یکسو اور متوجہ ہو جائے، اس کے در پہ پڑ جائے اور بالکل علیحدہ ہو کر اس کی عبادت اور اس کے ذکر و فکر میں مشغول رہے۔

اعتکاف کے اپنے ذاتی فوائد اور فضائل کے ساتھ ایک اہم اور بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس کی وجہ سے بندہ کو شب قدر مل جاتی ہے، اور وہ اس کی فضیلت اور ثواب سے بہرہ ور ہوتا ہے۔

قرآن اور رمضان

قرآن کریم کا رمضان المبارک کے مہینہ کے ساتھ خاص تعلق ہے، رمضان میں ہی قرآن نازل کیا گیا (سورہ بقرہ: ۱۸۵، سورہ قدر) اسی وجہ سے نبی ﷺ اس مبارک مہینہ میں قرآن کی تلاوت کا خاص اہتمام فرماتے تھے، حتی کہ آپ ﷺ جبریل امین کو رحمت والے اس مہینہ میں قرآن سناتے تھے (بخاری: ۶) لہٰذا ہم سب کو اس مقدس مہینہ میں کتاب الٰہی کے تعلق سے دو کام کرنے چاہیے: (۱) زیادہ سے زیادہ اس کی تلاوت کرنی چاہیے، بعض سلف سے مروی ہے کہ وہ اس مہینہ میں 60 سے 70 مرتبہ قرآن کریم ختم کر لیا کرتے تھے، ہمیں بھی کثرت تلاوت کا اہتمام کرنا چاہیے، (۲) دوسرا کام یہ کرنا چاہیے کہ علماء کی سرپرستی میں قرآن کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے، تاکہ اللہ کا پیغام اور اس کے احکام ہمیں معلوم ہوسکیں۔

رمضان کی قیمتی ساعتیں

رمضان المبارک کے فضائل، برکات، فوائد اور منافع کا تقاضہ یہ ہے کہ ہم اپنے آپ کو اس ماہ کے لیے بالکل فارغ کرلیں، صرف اور صرف عبادت میں زیادہ سے زیادہ وقت خرچ کریں، ایک ایک گھڑی کا حساب لگائیں، کوئی ساعت ضائع ہو جائے تو اس پر افسوس کریں، ایک مہینہ اللہ کے در پر پڑے رہیں، گیارہ مہینہ کے مسائل اللہ حل فرما دیں گے، اس کی قیمتی ساعتوں کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس ماہ میں کسی بھی نفل کام کرنے پر فرض عبادت کا ثواب ملتا ہے، اور ایک فرض ادا کرنے پر ستر فرض کا ثواب ملتا ہے، اللہ کے نبی کا ارشاد گرامی ہے: "**مَنْ تَقَرَّبَ فِيهِ بِخَصْلَةٍ مِنَ الْخَيْرِ كَانَ كَمَنْ أَدَّى فَرِيضَةً فِيمَا سِوَاهُ، وَمَنْ أَدَّى فَرِيضَةً فِيهِ كَانَ كَمَنْ أَدَّى سَبْعِينَ فَرِيضَةً فِيمَا**

سِوَاهُ"(شعب الایمان، بیهقی، حدیث نمبر: ۳۳۳۶)

اس مہینہ میں اللہ کی رضا اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لیے کوئی غیر فرض عبادت (سنت یا نفل) ادا کرے گا تو اس کو دوسرے مہینوں کے فرضوں کے برابر ثواب ملے گا اور جو اس مہینہ میں فرض عبادت ادا کرے گا تو دوسرے مہینہ کے ستر فرضوں کے برابر ثواب ملے گا۔ لہٰذا ہمیں رمضان المبارک کی ہر گھڑی میں کسی نہ کسی فرض، سنت یا نفل عبادت میں مشغول رہنا چاہیے، کوئی لمحہ اس سے خالی نہ جائے۔

جہنم سے نجات کا پروانہ

اس مہینہ کی ایک بڑی کشش اور عظیم فائدہ یہ ہے کہ اس مہینہ میں اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو مغفرت عطا فرماتے ہیں، انہیں جہنم سے چھٹکارا اور نجات کا پروانہ عطا فرماتے ہیں، اور ایسا نہیں ہے کہ یہ قیمتی نعمت بلکہ انسانی زندگی کا سب سے بڑا مقصد مشکل سے ہاتھ آتا ہے، بلکہ بارش کی طرح اللہ کی طرف سے مغفرت کے پروانے نازل ہوتے ہیں، ذرا سی محنت اور کوشش سے بھی یہ عظیم نعمت حاصل ہوسکتی ہے، آسانی کے ساتھ اس نعمت کے حصول کا اندازہ پیارے نبی ﷺ کے اس ارشاد سے بھی لگایا جاسکتا ہے جس میں آپ ﷺ جبریل امین کی اس بددعا پر" آمین" فرماتے ہیں، جس میں وہ کہتے ہیں: " جسے رمضان کا مہینہ ملا، اور اس کی مغفرت نہ ہوسکی اور جہنم میں داخل کیا گیا، اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت سے دور فرمائے" اگر یہ نعمت دشواری سے ملتی تو نہ جبریل امین ایسی بددعا دیتے اور نہ ہی رحمۃ للعالمین ﷺ اس پر آمین کہتے۔ (صحیح ابن حبان: ۹۰۷)

کیا ہم نے رمضان کی قدر کی؟

یہ ایک اہم سوال ہے کہ رمضان کا مہینہ گزرنے کے بعد ہمیں کیسے معلوم ہوگا کہ ہم نے رمضان کی قدر کی یا نہیں؟ اس کے فوائد اور برکات ہمیں حاصل ہوئے یا نہیں، اس اہم سوال کے جواب کا اہم پیمانہ خود اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے: "لعلکم تتقون" (سورۃ بقرۃ: ۱۸۳) یعنی رمضان اور روزہ کا مقصد ہے تقویٰ کا حصول، تو ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ رمضان کے بعد ہماری زندگی میں تقویٰ آیا یا نہیں؟

اس کو آسان الفاظ میں اس طرح بھی سمجھ سکتے ہیں کہ رمضان گزرنے کے بعد بھی اگر ہماری زندگی پہلے کی طرح ہی گناہوں میں رہی، کوئی تبدیلی نہیں آئی تو اس کا مطلب ہے کہ ہم نے رمضان کی کما حقہ قدر نہیں کی، اس کے مکمل فوائد ہمیں حاصل نہ ہوسکے۔

اور اگر رمضان کے بعد ہماری زندگی کا ورق پلٹ گیا، ہم عبادتوں کا اہتمام کرنے لگے، گناہوں سے بچنے لگے، حقوق ادا کرنے لگے، نبی ﷺ کی سنت کی پیروی کرنے لگے، ہماری روزمرہ کی زندگی میں ایک اچھی تبدیلی آگئی، تو یہ بالکل کھلی اور واضح علامت ہے کہ ہمارا رمضان قبول ہوا، ہم نے اس کی قدر کی اور اس کے فوائد، ثمرات اور برکات سے بہرہ ور ہوگئے۔

اللہ جل شانہ ہم سب کو رمضان کی کما حقہ قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس کے انوار اور برکات سے مستفید فرمائے۔ (آمین)

☆☆☆

سیدہ تبسم منظور ناڈکر ۔ممبئی ۔صدر، اقبال ایجوکیشن ویلفیئر سوسائٹی، ایڈیٹر گوشۂ خواتین واطفال، اسٹار ٹیلی ویژن

رمضان کی تیاری

رمضان کا مہینہ اسلامی مہینوں میں سب سے زیادہ عظمتوں، برکتوں، رحمتوں اور فضیلتوں والا مہینہ ہے۔نیکیوں کے اہتمام اور نیکیوں کو سمیٹنے اور جمع کرنے کا مہینہ ہے۔صبر، سخاوت، ہمدردی، زکوٰۃ اور صدقہ کا مہینہ ہے۔رمضان فرض نماز کے علاوہ تراویح، تہجد، اشراق، چاشت، اور صلوٰۃ التسبیح جیسی نمازوں کے اہتمام کا مہینہ ہے۔ دعاؤں اور التجاؤں کے علاوہ روٹھے رب کو منانے کا مہینہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ آپ ﷺ رمضان کے آنے سے قبل کمر کس لیتے، نوافل اور عبادات میں اضافہ فرمادیتے، محفلوں اور مجالس میں رمضان کی برکات واہمیت کا ذکر فرماتے اور یوں روزوں کے لئے مشقت برداشت کرنے کے لئے اپنے آپ کو تیار کرتے۔احادیث میں آتا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کے نفلی روزے ترجیحاً رکھا کرتے تھے۔

اے مومنو! تم پر ایک بڑی عظمت والا مہینہ سایہ کرنے والا ہے۔ ہاں! ایک برکتوں والا مہینہ جس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بھی بہتر ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس ماہ کے روزے فرض کئے ہیں اور اس کی رات کی عبادت کو نفل ٹھہرایا ہے۔اس مہینہ میں جو شخص کسی نفلی عبادت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرے تو اسے اس نفل کا ثواب عام دنوں میں فرض ادا کرنے کے برابر ملے گا۔ اور جس نے اس مہینہ میں ایک فرض ادا کیا اسے عام دنوں کے ستّر فرض ادا کرنے کے برابر ثواب ملے گا۔اور یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے اور یہ ہمدردی وغمخواری کا مہینہ ہے اور ایسا مہینہ ہے جس میں مومن کا رزق بڑھایا جاتا ہے۔جو شخص اس مہینہ میں روزہ دار کی افطاری کرواتا ہے تو یہ عمل اس کے گناہوں کی معافی کا ذریعہ بن جاتا ہے۔اور اسے آگ سے آزاد کیا جاتا ہے۔اور اسے روزہ دار کے اجر کے برابر ثواب ملتا ہے۔اور یہ ایسا مہینہ ہے جس کی ابتدا رحمت ہے، اور جس کا بیچ کا حصہ مغفرت کا اور جس کا آخر حصہ جہنم سے آزادی کا ہے۔اور جو شخص اس مہینے میں اپنے مزدور یا نوکر سے اس کے کام کا بوجھ ہلکا کرتا ہے اور کم خدمت لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس شخص کو بھی بخش دے گا اور اسے آگ سے آزاد کردے گا۔

رمضان آرہا ہے۔رمضان کی تیاری کرو۔اب رمضان کی تیاری کیسے کریں؟ دیکھا یہ گیا ہے کہ گھر میں کیا کیا پکایا جائے، کون سے پردے لگائے جائیں، گھر کو رنگ و روغن کیا جائے۔۔۔۔۔۔۔ایسے ہی اور بھی بہت کچھ۔۔۔۔۔مگر لازمی کون سی باتیں ہیں۔ رمضان کی سب سے پہلی تیاری تو یہ ہے کہ اپنے دلوں صاف کریں۔ایک دوسرے کو معاف کریں۔ ایک دوسرے کو در گزر کریں۔نفرت، کینہ، بغض، حسد کو اپنے دل سے نکال دیں۔ جیسے حج پر جانے سے پہلے ہم سب سے معافی مانگتے ہیں، دل کی صفائی کرتے ہیں، بس اسی طرح رمضان کے پہلے بھی معافی مانگ لیں۔کیوں

کے رمضان میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند ہوجاتے ہیں۔شیاطین کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے۔

ماہِ شعبان رمضان کی تیاری کا مہینہ ہے۔تو شعبان میں ہم اگر کسی کبیرہ گناہ میں ہیں تو توبہ کرلیں اور ایسے گناہوں کو چھوڑ دیں یہاں تک رمضان آنے تک وہ گناہ ہم سے چھوٹ جائیں۔کسی سے لڑائی ہوئی ہو تو اسے منانے کی کوشش کریں کہ رمضان آنے تک صلح ہوجائے۔کسی کا حق مارا ہوا ہے تو جاکر اس کا حق اسے دے دیں اگر دینے کی طاقت ہو تو، ورنہ معافی مانگ لیں اور کہہ دیں کہ آہستہ آہستہ بھرپائی کردوں گا۔۔۔۔ایسا ہی کیا جانا چاہیے۔مگر دیکھا گیا ہے کہ کئی سارے بھائی بہن ہیں جو سالوں سے روٹھے ہوئے ہیں، حج بھی کرآئے ہیں مگر بھائی بہنوں میں صلح نہیں ہوئی، اللہ پاک ایسے لوگوں کو ہدایت دے۔

اللہ کا شکر ادا کریں کہ اللہ نے ایک دفعہ پھر ہمیں اپنی رحمتوں کے خاص مہینے رمضان کے قریب کردیا ہے۔ذرا اپنے آس پاس دیکھیں تو کتنے ایسے تھے جو پچھلے رمضان میں آپ کے پاس آپ کے ساتھ تھے اور اب وہ مٹی تلے دب چکے ہیں۔اللہ کا شکر ادا کریں کہ اُس نے ہمیں ایک اور رمضان نصیب کرکے ایک اور احسان کیا ہے۔اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے اُس کی رحمتوں اور مغفرت والے مہینے کا بھرپور فائدہ اُٹھانے کی تیاری کریں۔اللہ کی اطاعت کرتے ہوئے اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے ہوئے اپنی زندگی میں موجود غلطیوں، کوتاہیوں، اور گناہوں کو ہمیشہ کے لیے ترک کرتے ہوئے، اللہ کے اس بزرگی والے مہینے میں نازل ہونے والی بے حد بے حساب رحمت اور مغفرت اور جہنم سے نجات کے حصول کی تیاری کریں۔

رمضان، قرآن کا مہینہ ہے۔اس کو اپنی زندگیوں میں لانے کی بھرپور کوشش کی تیاری کریں کہ قران پڑھا جائے۔لیکن صرف الفاظ پڑھ کر نیکیاں کمانے کے لیے ہی نہ پڑھا جائے بلکہ مکمل سمجھداری اور اُس میں غوروفکر کے ساتھ پڑھا جائے۔اللہ کی رحمت اور مغفرت والے اس خاص مہینے میں زیادہ سے زیادہ جتنا بھی ہو سکے اللہ کی راہ میں خرچ کریں۔اگر ہم لوگ کھانے پینے کی طرح طرح کی چیزوں کا اہتمام کرنے کی بجائے اپنے معمول کے کھانے پر ہی اکتفاء کریں اور اضافی تکلفات پر خرچ کرنے والی رقم اللہ کی راہ میں خرچ کریں تو ان شاءاللہ کئی قسم کی افطاری سے کہیں زیادہ فائدہ مند ہوگا، ہمارے جسموں کے لیے بھی اور ہماری روحوں کے لیے بھی، اور ہماری آخرت کے لیے بھی، اپنے اِرد گرد موجود اپنے غریب مسلمان بھائی بہنوں کو نہ بھولیں جن کا اللہ کے بعد کوئی مددگار نہیں۔آپ ان کے مددگار بنیں۔وہ تو سادہ سی روٹی بھی حاصل نہیں کرپاتے اور ہم اپنے دسترخوان کو ضرورت سے کہیں زیادہ اور محض زبان کے مزے پورے کرنے کے لیے سجاتے ہیں۔پارٹیاں کرتے ہیں، بڑی بڑی نامور شخصیات کو دعوت دیتے ہیں، اس میں اپنا اور عبادت بھی ضائع ہوجاتی ہے ۔ کوشش کریں کہ ایسے غریب بھائی بہنوں میں سے کوئی نہ کوئی ضرور آپ کے دسترخوان پر ہو یا آپ کی بھیجی ہوئی افطاری سے افطار کرے۔لوگوں کو خوش کرنے کی بجائے رب کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

اس مہینہ کی تیاری میں کثرت سے دعا کرنا بھی شامل ہے کیوں کہ کثرت دعا کی وجہ سے آدمی کو اللہ تعالیٰ اطاعت

علی شاہد دلکش، کانکی نارہ، مغربی بنگال، انڈیا

نعت شریف

ابتدا سے ہے جو، مصطفیٰ آپ ہیں
خاتم الانبیاء ، انتہا آپ ہیں

آپ سب سے حسیں، آپ سب سے سخا
مہہ لقا اور دستِ سخا آپ ہیں

خود فصاحت، بلاغت کے محور بنے
علم کے شہر کا راستہ آپ ہیں

ساری امت کو ان پر بہت ناز ہے
امتی کی صدا مصطفیٰ آپ ہیں

اس جہاں، اس جہاں کی حقیقت ہے یہ
دو جہاں کا نشان و پتا آپ ہیں

سارے نبیوں کے سردار ہیں، دیکھیے!
دین اسلام کے پیشوا آپ ہیں

ہیں شفیع الوریٰ، ناز امت کرے
روز محشر کا بس آسرا آپ ہیں

آپ اول بھی ہیں، آپ ہیں آخری
ابتدا ، انتہا، مصطفیٰ آپ ہیں

آپ نورِ خدا، سب کو شاہدؔ پتا
نورِ حق سے جڑا سلسلہ آپ ہیں

کی توفیق فرماتا ہے اور اس کے وقت میں برکت ڈال دیتا ہے اور مختلف قسم کی نیکیوں کے کام اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ سے کرواتا ہے۔ کیوں کہ سب کچھ اللہ کے ہاتھ میں ہے اور اسی کی طرف سے توفیق ملتی ہے، اس لئے اس ماہ کے آنے سے پہلے اور آنے کے بعد بھی ہر لمحہ اس رب کریم کا دروازہ کھٹکھٹاتے رہئے۔

اس مہینہ میں زیادہ سے زیادہ دعا کرکے فائدہ اٹھائیں کیوں کہ یہ دعا کا مہینہ ہے، دعا کرنے کی قرآن کریم میں بڑی فضیلت اور ترغیب آئی ہے۔ تین لوگوں کی دعا رد نہیں کی جاتی۔ ایک افطار کے وقت روزہ دار کی دعا، دو منصف امام کی اور تین مظلوم انسان کی دعا۔ اس لئے ماہ رمضان میں دعا کرنے کا اہتمام کریں اور یہ یقین رکھئے جو برابر دروازہ کھٹکھٹائے اس کے لئے دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ اس ماہ کے تقدس وعظمت کا خیال رکھنا چاہئے۔ ہمیں بھی اس لحاظ سے تیاری کرنی چاہئے اور جو اللہ تعالیٰ نے موقع میسر کیا ہے اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔

یقیناً روزوں کے ساتھ عمل بھی چاہئے۔ جب اللہ تعالیٰ اتنا اہتمام فرما رہا ہے، کہ سارا سال جنت کی تیاری ہو رہی ہے کہ رمضان آ رہا ہے۔ میرے بندے اس میں روزے رکھیں گے، تقویٰ پر چلیں گے، نیک اعمال کریں گے اور میں ان کی بخشش کروں گا۔ تو ہمیں بھی تو اپنے دلوں کو بدلنا چاہئے۔ ہمیں بھی تو اس لحاظ سے تیاری کرنی چاہئے اللہ کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ بہترین موقع میسر کیا ہے اس سے فیض اٹھانا کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور اس رب العالمین کی طرف رجوع ہونا چاہیے۔

☆☆☆

مفتی عمار احمد قاسمی۔استاذ دارالعلوم حیدرآباد

رمضان اور تلاوتِ قرآن

رمضان رحمتوں کا موسم بہار ہے

رمضان المبارک کی آمد آمد ہے، یہ رحمتوں بھرا مہینہ اپنی تمام تر جلوہ سامانیوں سمیت سایہ فگن ہونے والا ہے، رمضان اللہ کی رحمتوں کا موسم بہار ہے، یہ مہینہ اللہ تعالیٰ کا بیش بہا انعام ہے جو ہمیں عطا ہوا ہے، جس کی قدر ومنزلت پہچاننے اور اس کے عظمت واحترام کی پاسداری کرنے اور اس کے فیوض وبرکات کے حصول میں سرگرداں رہنے کے بعد انسان اللہ تعالیٰ کا محبوب بندہ بن جاتا ہے اور اپنے آپ کو دنیا کی گندگیوں اور گناہوں سے پاکیزہ بنالیتا ہے، سال بھر کے تمام مہینوں میں رمضان ہی ایک ایسا منفرد مہینہ کہ قرآن پاک میں اس کا نام صراحت کے ساتھ آیا ہے، **شهر رمضان الذي أنزل فيه القرآن.** (البقرۃ:۱۸۵) اور کلام میں نام آنا اور تعریفی انداز میں بجا طور پر بہت بڑی خصوصیت وفضیلت ہے، اس لیے رمضان اپنی انفرادیت پر جتنا ناز کرے کم ہے، قرآن کریم کے نزول کی ابتداء رمضان المبارک ہی سے ہوئی، بقول مولانا عبدالماجد دریابادیؒ اس بابرکت موسم میں انسان کے کان میں پہلی بار نغمہ ازل کی سریلی آواز بے ہوشوں کو بیدار اور ہوشیاروں کو مست کرنے والی پکار پہنچی جس سے بڑھ کر کوئی دولت، جس سے اونچی کوئی نعمت نہیں ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: **شهر رمضان الذي أنزل فيه القرآن.** (البقرۃ:۱۸۵) اس سے ثابت ہوا کہ قرآن رمضان میں آیا تو رمضان کا تذکرہ قرآن میں آیا، دونوں میں خاص مناسبت ہے، رمضان اور قرآن کا جسم اور روح کا سا تعلق ہے۔ رمضان جسم ہے تو قرآن روح، اسی لیے ہمارے بزرگوں نے رمضان میں صیام وقیام کے علاوہ قرآن کی تلاوت کو سب سے بہتر عبادت فرمایا۔ اور چوں کہ اسلام میں جو عبادتیں رکھی گئی ہیں ان کا اصل مقصد ان عبادتوں کے ذریعہ رب العالمین کی عظمت وکبریائی کا اقرار واعتراف ہے اور اس کے حضور اپنی بندگی سرافگندگی اور تواضع وعاجزی کا اظہار کرنا ہے، انسان کی تخلیق کا اصل مقصد خالق کائنات کی اطاعت وفرمانبرداری ہے، اور جو انسان بندگی کا جتنا اعلیٰ نمونہ ہوتا ہے وہ اسی قدر مکمل انسان ہوتا ہے، **وما خلقت الجن والإنس إلا ليعبدون.** (الذاریات:۵۶) انسان کی اصل جگہ آخرت ہے نہ کہ دنیا، یہ تو ایک عارضی قیام گاہ بلکہ گزرگاہ ہے۔ **ولكم في الأرض مستقر ومتاع إلى حين.** (البقرۃ:۳۶) وہ یہاں اس لیے بھیجا گیا ہے کہ بندگی کے امتحان میں شریک ہو اور اس میں پورا اترے اور وہ اپنے اختیار اور اپنی خواہشات کو اس کی مرضیات کے تابع کردے۔ **إنا جعلنا ما على الأرض زينة لها لنبلوهم أيهم أحسن عملا.** (الکہف:۷)

صفتِ تقویٰ

قرآن اور رمضان کی پہلی اہم مشترک خصوصیت تقویٰ

ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ذلک الکتاب لا ریب فیه هدی للمتقین. (البقرہ) یہ کتاب ایسی ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں، یہ ہدایت ہے متقیوں کے لیے، قرآن کی فہم اور اس کی برکات وفیوض کا دروازہ جس قفل سے کھلتا وہ صفت تقویٰ ہے۔ اور چیزوں کو حصولِ تقویٰ کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے، ان میں سرفہرست روزہ ہے۔ قرآن کریم کو رمضان سے ایک خاص ربط وتعلق ہے، کیوں کہ اس ماہ میں نزول قرآن کا آغاز ہوا۔ رسول اللہ ﷺ اس ماہ مبارک میں حضرت جبرئیلؑ سے قرآن کا دور کیا کرتے تھے، گویا ماہ رمضان نزول قرآن کی یادگار اور اس کی سال گرہ ہے۔ تلاوتِ قرآن کی اہمیت کا حال یہ ہے کہ اس کتاب کے ایک کو حرف پڑھنے پر دس نیکیاں حاصل ہوتی ہیں، آپ ﷺ نے قرآن پڑھنے والوں کو اہل اللہ اور اللہ کے خاص بندے قرار دیے ہیں، أهـل القرآن هم أهل الله و خاصته. (الترغیب والترہیب ۲/۵۴)

صفتِ شفاعت

یہ قرآن قیامت کے دن قرآن والوں کے لیے سفارشی بن کر کھڑا ہوگا۔ القرآن شافع ومشفع. ایک دوسری جگہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”الصیام و القرآن یشفعان للعبد یوم القیامة یقول الصیام أي رب منعته الطعام والشهوات بالنهار تشفعني فیه ویقول القرآن منعته النوم باللیل فشفعني فیه قال فیشفعان“ (مسند احمد: ۶۶۲۶ ومستدرک حاکم: ۲۰۳۶)

روزہ اور قرآن بندے کے لیے قیامت کے دن سفارش کریں گے، روزہ کہے گا اے میرے رب میں نے اسے دن کے وقت کھانے پینے اور خواہش نفس سے روکے رکھا، لہٰذا اس کے لیے میری شفاعت قبول فرما اور قرآن کہے گا اے میرے رب میں نے اس کے رات کے وقت نیند سے روکے رکھا (اور قیام اللیل میں مجھے پڑھتا یا سنتا رہا) لہٰذا اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔ آپ ﷺ نے فرمایا: دونوں کی شفاعت قبول کرلی جائے گی۔

اس لیے تلاوتِ قرآن مجید کا اہتمام ہمیشہ تو ہونا چاہیے لیکن رمضان المبارک میں تلاوت کا خصوصی اہتمام مطلوب ہے، دن ورات میں سے کوئی وقت گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ کا وقت تلاوت کے لیے مخصوص کرلینا چاہیے۔ ظہر کے بعد، عصر کے بعد، سحری سے پہلے یا فجر کے بعد جو وقت مناسب حال ہو عام طور پر نصف گھنٹہ میں تو ایک پارہ مکمل ہو ہی جاتا ہے، اگر ہمارا اور آپ کا اس طرح قرآن سے ربط وتعلق رہا ہے تو بالیقین یہ قیامت میں ہمارا سفارشی ہوگا، جس سے جنت میں جانا ہمارے لیے آسان ہوجائے گا۔ ہونا تو یہ چاہیے قرآن مجید کے اس نظام کو رمضان تک محدود نہیں رکھنا چاہیے بلکہ سال بھر کا معمول بنالینا چاہیے۔

عبداللہ بن عمرو کا قرآن سے عشق

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کا معمول یہ تھا کہ روزانہ روزہ رکھتے اور پوری شب قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے، جب آپ ﷺ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے استفسار فرمایا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم ہمیشہ روزہ رکھتے ہو اور رات بھر قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا ہاں اے اللہ کے نبی! لیکن میرا ارادہ اس سے خیر اور نیکی ہی کا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے لیے ہر تین دن روزہ رکھنا کافی ہے، اور رہ گیا قرآن تو ہمیشہ ماہ میں ایک ختم

کرلیا کرو، کہنے لگے میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: بیس دن میں ختم کرلو، میں نے عرض کیا اس سے بھی زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں، تو ارشاد ہوا، سات دن میں ختم کرو اور اس سے زیادہ نہ پڑھو، اس لیے کہ تم پر تمہاری بیوی کا، آنے والوں کا اور تمہارے جسم کا بھی حق ہے۔ (بخاری شریف، حدیث نمبر: ۱۹۷۸- مسلم شریف، حدیث نمبر: ۱۱۶۸) اللہ اکبر حضرت عمرو بن عاص کو قرآن کریم سے کیسا شغف اور تعلق تھا۔

اَکابر کا رمضان میں تلاوتِ قرآن

اسی طرح روایات سے معلوم ہوتا ہے صحابہ، تابعین اور تبع تابعین رمضان المبارک میں قرآن سے خصوصی شغف رکھتے تھے، تلاوتِ قرآن مجید کو رمضان المبارک سے خاص مناسبت ہی کی وجہ سے بعض اسلاف واکابر کے متعلق کتابوں میں تحریر ہے کہ وہ رمضان المبارک میں دیگر مصروفیات کو چھوڑ کر صرف اور صرف تلاوتِ قرآن میں شب وروز کا زیادہ تر حصہ صرف کرتے تھے۔ امام مالکؒ جو مشہور فقیہ ہونے کے ساتھ ایک بڑے محدث بھی ہیں، رمضان شروع ہونے پر حدیث پڑھنے پڑھانے کے سلسلے کو بند کرکے دن ورات کا اکثر حصہ تلاوتِ قرآن میں لگاتے تھے۔ امام عبدالرزاق کے بقول حضرت سفیان ثوری رمضان المبارک میں ہر نفلی عبادت کو چھوڑ کر صرف تلاوتِ قرآن فرماتے۔ امام قتادہؒ تین راتوں میں ختم قرآن کرتے۔ امام اسودؒ دو راتوں میں ختم فرماتے اور امام شافعیؒ ایک رمضان میں ساٹھ قرآن ختم فرماتے۔

بہت سے حضرات روزانہ ایک قرآن ختم کرتے تھے، بہت سے حضرات عام دنوں کے مقابلے رمضان میں دوگنی تلاوت کرتے تھے، اور آج بھی ملتِ اسلامیہ کے باتوفیق فرزند اس ماہ مبارک میں زیادہ تلاوت کا اہتمام کرتے تھے۔ رمضان اور قرآن کی ایک وجہ مشترک قربِ الٰہی ہے، یعنی اللہ کے کلام کی تلاوت کے وقت بندے کو اللہ سے خاص قرب حاصل ہوتا ہے، پیٹ اور نفس کی خواہشات سے دور رہ کر اپنے رب سے قریب تر ہو کر جب بندہ قرآن کی تلاوت کرکے اپنے رب سے ہم کلام ہوتا ہے تو اس لطف ہی الگ ہوتا ہے، یہی وجہ ہے نزول قرآن کو یادگار کے طور پر تراویح کی نماز رکھی گئی، شبِ قدر کو بھی نزول قرآن ہی کی نسبت سے یہ بلند وبالا مقام حاصل ہے۔

قرآن کریم میں ارشادِ خداوندی ہے: شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيَ أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ. (البقرۃ:۱۸۵)

تقرب الی اللہ

رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن کریم نازل کیا گیا، جو سراپا ہدایت اور ایسی روشن نشانیوں کا حامل ہے جو صحیح راستہ دکھاتی ہے۔ حق وباطل کے درمیان دوٹوک فیصلہ کرتی ہے، لہٰذا تم میں سے جو شخص بھی یہ مہینہ پائے وہ ضرور اس میں روزہ رکھے اور اس کی اہمیت کے پیش نظر حضرت علیؓ کا مشہور قول ہے "جب میں اپنے رب سے ہم کلام ہونا چاہتا ہوں تو نماز پڑھتا ہوں اور جب جی چاہتا ہے میرا رب مجھ سے باتیں کرے تو میں قرآن کی تلاوت کرتا ہوں"

خلاصہ یہ کہ ہم قرآن سے زیادہ سے زیادہ انسیت پیدا کریں، کتاب الٰہی سے قلبی لگاؤ پیدا کریں، اسی کو ہم ذریعۂ راحت، نسخۂ سعادت اور سرمایۂ سکون سمجھیں، اسی کو

ترقی کا راز اور کامیابی کی کلید سمجھیں، قرآن کریم کی آیتوں میں اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک تلاش کریں، تاکہ ہم قرآن پاک کی چلتی پھرتی تصویر بن جائیں، کیوں کہ قرآن اللہ کی عظیم الشان کتاب ہے، جو شخص اسے سینہ سے لگائے گا اللہ بھی اسی سینہ سے لگائے گا، کتابِ الٰہی کی جتنی عظمت اور تلاوت ہوگی خدا تعالیٰ بھی اسے اُتنا ہی سربلند کرے گا، جو شخص عقیدت ومحبت اور عظمت واحترام کی نگاہ سے دیکھے خدا تعالیٰ بھی اسے محبوبیت کی قبا پہنادے گا، یہ ہمیں کبھی نہیں بھولنا چاہیے کہ کتابِ الٰہی کے ساتھ ہمارا جو معاملہ ہوگا وہی معاملہ ہمارے ساتھ ہمارے خدا کا ہوگا،لہٰذا یہ ساری خوبیاں ہم حاصل کرسکتے ہیں، اس لیے رمضان میں زیادہ سے زیادہ تلاوت کے علاوہ غیر رمضان میں بھی اس کا خوب اہتمام کرنا چاہیے۔

خیر یہ مہینہ رب کی رحمتوں کا مظہر، صدق واخلاص کا پیکر، برکتوں کا خزینہ اور نعمتوں کا مہینہ ہے۔یہی وجہ ہے کہ اس مہینہ کو قرآن کا ظرف قرار دیا گیا،مظروف جس قدر عالی اور قیمتی ہو ظرف بھی ویسا ہی قیمتی منتخب کیا جاتا ہے۔اسی بنا پر کہا جاتا ہے: رمضان المبارک کے روزے ایک طرح سے اسی نزول قرآن کی عظیم الشان نعمت تشکر کا اظہار ہے۔

اخیر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ رمضان المبارک میں ہم تمام کو زیادہ سے زیادہ تلاوتِ قرآن کی توفیق عطا فرمائے اور گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆☆☆

ڈاکٹر رحیم رامش۔تلنگانہ انڈیا

غزل

ہو نہ جاؤں کبھی تنگ حالات سے
کھیلئے مت کبھی میرے جذبات سے

خدمتِ خلق کا جذبہ دل میں رکھو
نام رہتا ہے زندہ بھی خدمات سے

ذہن میں آئے تھے وسوسے بھی مگر
''مطمئن ہم ہوئے آپ کی ذات سے''

خرچ راہ ِخدا میں کرو تم سدا
دھن بڑھے گا تمہارا بھی خیرات سے

جب سے روٹھا صنم دل کا یہ حال ہے
چھلنی چھلنی ہوا ہے یہ صدمات سے

ڈر کے بجلی سے آئے مری باہوں میں
جی ہوا خوش مرا ایسی برسات سے

تیری رگ رگ سے واقف جو رامش ہوا
اب شکایت نہیں کچھ تری ذات سے

خیر النساء علیم۔ملک پیٹ، حیدرآباد

''لمبی ہے غم کی رات مگر رات ہی تو ہے''

عجیب سی خاموشی دھرتی پر اترتی تھی۔ وہ کتنی ہی دیر لان پر ہری نرم نرم گھاس پر ٹہلتی رہی۔ اپنے گرد گرم شال لپیٹ کر وہ اندر کی طرف بڑھنے لگی۔ منال کے آنے میں ابھی بہت وقت تھا۔ وہ اپنی ہی سوچوں میں گم کچن کے کام نپٹا رہی تھی۔۔۔

''میری اور منال کی فرینڈ شپ کالج کے اختتامی تقریب کے موقع پر ہوئی تھی۔ منال میری دوست تانیہ کا بھائی بے حد ہنس مکھ اور خوش مزاج تھا''۔

وہ اپنے آپ کو بہت خوش قسمت سمجھ رہی تھی کیوں کہ تھوڑے ہی دنوں میں منال اس کا ہمسفر بن گیا تھا۔ دن اور رات کیسے گذر رہے تھے کچھ پتہ ہی نہ چل سکا۔۔۔ایک دن وہ اپنے بیڈروم میں آرہی تھی کہ منال کو فون پر کسی سے بات کرتے ہوئے سن کر وہیں دروازے کے باہر ہی چونک کر رک گئی۔

''سوچ لو۔ مجھ سا شاندار بندہ تمہیں چراغ لے کر ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملے گا''۔

نہ جانے فون کس کا تھا وہ کچھ سمجھ نہ سکی تھی۔

''تم اشارہ تو کرو میں کل ہی تم سے شادی کرلوں گا''

۔۔۔منال کے یہ الفاظ تھے یا بم کا دھماکہ تھا۔ طوبیٰ کا سر گھومنے لگا اور وہاں سے ہٹتی چلی گئی۔ کھلے دروازے سے منال اس کو واپس جاتے ہوئے دیکھ چکا تھا۔ پھر اپنی مسکراہٹ چھپا کر بولا۔۔۔''میں تمہیں کچھ دیر بعد کال کرتا ہوں''۔۔۔

''آخر تم یہ کیا کرتی پھر رہی ہو طوبیٰ؟''۔۔۔

''میں نے کیا کیا ہے باجی''۔۔۔

''منال شوہر ہے تمہارا۔ تمہارا رویہ اس کے ساتھ ایسا نہیں ہونا چاہیے''۔

''تو آپ ان کی وکالت کرنے آئی ہیں''۔۔۔

''نہیں! میں تمہیں سمجھا رہی ہوں۔۔۔اگر تم دونوں کے جھگڑے اسی طرح چلتے رہے تو مشکل ہو جائے گی''۔۔۔

''آپ کا کیا خیال ہے، جھگڑا میں کرتی ہوں''۔۔۔

''بکواس مت کرو۔ پہلے اپنا حلیہ درست کرو۔ شادی کو تین مہینے بھی نہیں ہوئے اور تم اس حلیے میں رہتی ہو گھر میں''۔۔۔آج باجی کا پارہ بھی ہائی ہونے لگا تھا۔۔۔

''وہ مجھے دیکھتا ہی نہیں۔ میں چاہے جس حلیے میں بھی رہوں۔ اسے تو بس اپنی آفس میں کام کرنے والی لڑکیاں۔ یونیورسٹی کی فرینڈس۔ بس ان ہی لڑکیوں کی شان میں قصیدے پڑھتا رہتا ہے''۔۔۔

''جب بیوی تمہارے جیسی سر جھاڑ منہ پہاڑ ہوگی تو بیچارہ شوہر اِن کی اُن کی ہی تعریف کرے گا نا''۔۔۔

''آپ ہر بار مجھے ہی غلط کیوں سمجھ رہی ہیں''۔۔۔

''دیکھو طوبیٰ تمہاری شادی کو ابھی دن ہی کتنے ہوئے ہیں۔ اب چار دن سے تم میرے پاس ہو۔ اب اور زیادہ نہیں۔ بلکہ میں ہی منال کو فون کرتی ہوں''۔۔۔

''آپ رہنے دیجئے باجی۔۔۔فون میں کروں گی''۔۔۔

سارا راستہ وہ یوں ہی خاموش رہا۔ طوبیٰ کی طرف

ایک نظر دیکھنا بھی گوارا نہ کیا۔ دونوں ایک دوسرے کو مخاطب کرنے کے لیے پہلے میں نہیں، پہلے میں نہیں سوچتے رہے۔ حتیٰ کہ گاڑی گھر کے سامنے گیٹ پر رک گئی۔

''کیا ساری رات کار میں ہی گذارنی ہے؟''۔۔۔

چلو کسی کی چپی تو ٹوٹی۔ اب طوبیٰ بھی سوچ کر آئی تھی کہ جھگڑے کو نہیں بڑھائے گی اور خود سے جھگڑا تو کبھی نہیں۔

''کھانا کھاؤ گے؟ لگا دوں''۔۔۔

''نہیں میں کھا کر آیا ہوں''۔۔۔

''اچھا، چائے پیو گے''۔۔۔ طوبیٰ نے اپنے غصہ کو اندر ہی اندر دبا دیا۔

''دل تو نہیں چاہ رہا۔ اگر تم پینا چاہو تو تمہارا ساتھ دے سکتا ہوں''۔۔۔

منال مسکراہٹ چھپانے کے لیے پلٹ کر کھڑا ہو گیا۔۔۔ اسے طوبیٰ کے رویے میں خوشگوار سی تبدیلی محسوس ہوئی تھی۔

''لمبی ہے غم کی شام، مگر شام ہی تو ہے''۔ آہستگی سے اس سے ہونٹ گنگنانے لگے۔ منال نے اسے خاموشی سے کام کرتے دیکھا۔ پھر آہستہ آہستہ اس کے قریب آ گیا۔

وہ پلکیں جھکائے زمین میں جانے کیا کھوج رہی تھی۔

منال نے بڑھ کر اس کے شانوں پر ہاتھ رکھ دیئے۔۔

''کہو۔ کیسے یقین آئے گا تمہیں میری محبت کا۔۔۔ مر جاؤں۔ جان دے دوں۔ پھر مانو گی میری محبت کو''۔۔۔

''نہیں۔ صرف اتنا بتا دو کہ آپ کسی اور کو پسند کرتے تھے۔ اسی سے شادی کرنا چاہتے تھے۔ آپ کی ماما نے زبردستی کی تھی آپ سے، مجھ سے شادی کرنے کے لیے''۔ وہ روتی رہی سسکیاں، ہچکیوں میں بدل گئیں۔ منال مسکراہٹ چھپا کر بولا۔

''پہلے میری آنکھوں میں جھانک کر بتاؤ تمہیں میری محبت پر یقین ہے یا نہیں''۔۔۔

''ایسے شخص کی محبت پر میں کیسے یقین کروں جو کسی اور سے شادی کا ارادہ رکھتا ہو''۔۔۔

''اچھا۔ تم اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتی ہو؟''

''آپ کیا سمجھتے ہیں میں کچھ نہیں جانتی۔ سب جانتی ہوں۔ آپ کی ساری پیار، محبت کی باتیں سن چکی ہوں جو آپ ہمیشہ کسی اور سے کرتے رہتے ہیں''۔۔۔

''اوہو! اب سمجھا۔ ردا سے فون پر ہونے والی گفتگو کا ہے یہ اثر۔۔۔ کالج کے زمانے میں، میں اور ردا نے ایک ڈرامہ کیا تھا۔ آج بہت دن بعد اس سے فون پر بات ہوئی تو میں نے اپنے ڈائیلاگ دہرائے تھے۔ اوہ! میرے خدایا۔۔ تم نے کتنی دور تک سوچ لیا''۔۔۔ منال کا قہقہہ زوردار تھا۔

اب طوبیٰ کو اپنی غلط فہمی اور جلد بازی پر تاسف ہونے لگا۔۔۔

وہ منال کی طرف پلٹی۔ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔

''لمبی ہے غم کی رات مگر رات ہی تو ہے''۔۔۔ بہت معنی خیز انداز میں کہتے ہوئے وہ باہر نکل گئی۔۔۔ اور منال مسکراتے ہوئے سوچنے لگا۔۔۔

''محبت نے جیتنے کا فن کہاں سے سیکھا ہے''۔ اور یہ سوال سن کر ادھوری راتوں کے چاند نے ان کی محفل پر ماتم کیا تھا۔ مگر وہ اپنی نازک چاندنی کو وارفتہ نگاہوں سے تکنا نہیں بھولا تھا۔ کیوں کہ اپنی محبت کو اپنی خوشیوں کو حاصل کرنے کے لیے جھکنا رائیگاں نہیں جاتا۔۔۔

☆☆☆

سید عظمت اللہ بیابانی۔ وجے نگر کالونی، حیدرآباد

غریبوں کا مسیحا

دوسری جنگِ عظیم ختم ہوئے زیادہ عرصہ نہیں گزرا، ملک میں معمول کے حالات آہستہ آہستہ آرہے ہیں، غذا کی قلت، برقی اور دیگر ضروریاتِ زندگی ابھی پورے طور سے مستحکم نہیں ہوئے، لوگوں کا سفر بعض علاقوں میں ''کول گیاس'' کی بسوں سے ہوا کرتا تھا۔ ملک کے جنوبی حصہ کے علاقہ کے ایک چھوٹے شہر کے دواخانے میں ڈاکٹر سید اسماعیل بیابانی صاحب کا تقرر رہا تھا، ڈاکٹر بیابانی صاحب کے والدِ بزرگوار حکیم سید غوث پیر قادری رفائی بیابانی صاحب اللہ والے تھے جو''اللہ شافی ڈاکٹر'' کے نام سے جانے جاتے تھے۔ ڈاکٹر بیابانی صاحب 2-2-1914 کو کھمم میں پیدا ہوئے، اس علاقہ میں کول گیاس کی بسوں کے علاوہ قریبی سفر کے لئے بنڈیوں اور گاڑیوں کا استعمال بھی ہوا کرتا تھا، مقامی میونسپلٹی کی آمدنی کا ذریعہ گھروں کے ٹیکس، سیکلوں کی لائسنس فیس اور ریڈیو ٹرانسسٹر کی لائسنس فیس سے بھی ہوا کرتا تھا۔ اس کے علاوا اسکول اور بازاروں سے بھی ٹیکس وصول کیا جاتا تھا، گو کہ عوام کی حالت امیری کی سطح سے بالکل قریب نہیں تھی۔ پینے کے پانی کا مسئلہ اکثر محلوں میں چند چندہ باؤلیوں سے حل کیا جاتا تھا۔ یہ مقام مدراس سے بمبئی جانے والے ریل کے راستے میں آتا ہے، اس مقام میں مذہبیت کا دور دورہ تھا جس وجہ سے جگہ جگہ مندر، مسجد اور مقبرے نظر آتے ہیں، جس دواخانہ میں ڈاکٹر بیابانی صاحب کا تقرر ہوا، علاقہ کا مرکزی مقام تھا۔ مرکزی علاقہ ہونے کے ناطے مریضوں اور مسافروں کی آمد و رفت اچھی خاصی ہوتی تھی۔ دواخانہ میں کئی مذہبی مریضوں کا آنا جانا ہمیشہ رہتا۔ ڈاکٹر بیابانی صاحب مریض کی تشخیص کے بعد نسخہ دیتے تھے۔ ان دنوں لکھا پڑھی قلم دوات سے ہوا کرتی تھی۔ نسخہ دواخانہ کے کمپاؤنڈر صاحب کو دیا جاتا تھا اور دوائی حاصل کی جاتی تھی۔ ڈاکٹر بیابانی صاحب اور کمپاؤنڈر صاحب بہت بھلے آدمی اور انسان دوست تھے۔ خوفِ خدا سے دونوں لبریز، چھوٹا مقام ہونے کے ناطے بڑے بڑے دواخانے نہیں تھے۔ اس دواخانے کے قریب زمانۂ قدیم کے حکمرانوں کا ایک بڑا برج تھا جس کے آس پاس گھوڑا بگھی، تانگوں کا اڈہ تھا۔ قریب ہی کول گیاس کی بسوں کا بس اسٹانڈ ہوتا تھا جس سے مسافروں کے علاوہ مریضوں کا بھی استفادہ ہوتا تھا۔ ڈاکٹر بیابانی صاحب اپنے دواخانے کی کھلی زمین میں کئی فائدہ مند پودے لگوا رکھے تھے۔ مریضوں سے بالکل ایسا ربط رکھتے تھے کہ مریض کا مرض ڈاکٹر بیابانی صاحب کی دلاسہ دینے والی بات سے آدھا مرض کم ہوجاتا تھا۔

ڈاکٹر بیابانی صاحب مذہبی، سماجی اور ادبی مراکز سے بھی ربط رکھتے تھے۔ اس مقام پر جو یتیم خانہ تھا، اس میں بڑھ چڑھ کر تعاون کیا کرتے تھے۔ وہاں کے اسکول کے ہیڈ ماسٹر سے ربط کے علاوہ طالب علموں اور کھلاڑیوں کے صحت پر ان کی اچھی نظر ہوا کرتی تھی۔ ڈاکٹر بیابانی صاحب کے لڑکوں کی تعلیم کے لئے ڈبل فیس دینی پڑتی تھی کیوں کہ فیس کا تعلق والدین کی تنخواہ سے جڑا ہوا تھا۔ آپ اپنے لڑکوں کو کسی بھی صورت میں تعلیم کو نظر انداز کرنے نہیں دیتے تھے۔ ڈاکٹر بیابانی صاحب کے برادِ کبیر جو ملک کی آزادی میں کافی اہم کردار کیا تھا، وہ مدراس کی مشہور یونیورسٹی کے پہلے ڈگری بیاچ کے سونے کا تمغہ حاصل کرنے والے طالب علم تھے، اس کے علاوہ علی گڈھ سے وکالت کی

ڈگری بھی حاصل کی تھی، اُن کا منتر ''بھوکے رہو لیکن تعلیم کو نظر انداز نہیں کرو''۔ اس ہدایت پر ڈاکٹر بیابانی صاحب اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلوائی۔

آپ کی ہمدردی اس حد تک تھی کہ بعض مریض جو دور کے مقام سے آتے تھے، ان کے سفر خرچ کی مدد آپ خود کرتے تھے۔ بعض دفعہ غریب مریضوں کو غلہ بھی دلایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ اس علاقہ میں ہیضہ کی وبا پھیلی۔ کئی لوگ موت کا شکار ہوئے۔ ڈاکٹر بیابانی صاحب اپنا بہت وقت مریضوں کے علاج میں صرف کیا اور اللہ کے فضل سے کئی لوگوں کی شفا ہونے میں مدد کی۔ ڈاکٹر بیابانی صاحب کا مکان جس میں طرح طرح کے درخت تھے، محلہ کے سڑک پر ایسا لگا ہوا تھا جس کی کھڑکیاں محلہ کے پانی کے نل کے قریب تھیں۔ اس پانی کے نل سے اکثر غریب غرباء اپنے پانی کی ضرورت حاصل کرتے تھے۔ ایک دن ایسا ہوا کہ عورتیں نل کے پاس اونچی اونچی آواز سے بحث کر رہی تھیں۔ اتفاق سے ڈاکٹر بیابانی صاحب کا باہر سے گھر آنا ہوا، اس اثنا آپ نے بحث سنی، معلوم ہوا وہ عورت اپنے لڑکے کے ختنہ کے لئے بہت پریشان ہے۔ اس لئے کہ لڑکے کی عمر بڑھ رہی ہے اور ختنہ کا خرچ اس کی بس میں نہیں۔ وہ جرّاح جو ختنہ کرنے والا ہے، وہ اپنا معاوضہ بہت مانگ رہا تھا جو اس عورت کے بس میں نہیں تھا۔ بیچاری غریب تھی۔ ڈاکٹر بیابانی صاحب نے اسی وقت اس عورت کے ساتھ اس کے گھر گئے اور اپنے ڈاکٹری اوزار سے ختنہ کا کام پورا کیا۔ اتنا ہی نہیں گھر واپس آکے گھی شکر وغیرہ اس کے گھر پہنچائے۔ اس کا ذکر انہوں نے گھر میں بھی نہیں کیا۔ یہ عمل محلّہ کے لوگوں کو معلوم ہوا۔ نتیجتاً ڈاکٹر بیابانی صاحب کے لڑکوں کو ''بڑے ڈاکٹر، منجھلے ڈاکٹر اور چھوٹے ڈاکٹر'' کے نام سے پکارنے لگے۔

سگریٹ اور چائے کی کشش سے ڈاکٹر بیابانی صاحب باہر نہیں تھے لیکن گھر پہ کبھی بھی سگریٹ اور چائے کا استعمال نہیں کیا۔ بعض اوقات عید اور تہوار کے دنوں جب دواخانہ کو تعطیل ہوتی، گھر سے باہر نہیں نکلتے تھے اور اس دوران کبھی بھی سگریٹ اور چائے نہیں لیتے تھے۔ وقت کی پابندی کوئی اُن سے سیکھے۔ آپ ہمیشہ اپنے بچوں پر کسی غیر اخلاقی اثر پڑنے نہیں دیتے تھے۔ محلّہ والوں اور رشتہ داروں سے اچھے ربط رکھتے تھے جس کے سبب رشتہ دار اکثر ڈاکٹر بیابانی صاحب کے مہمان ہوا کرتے تھے۔ رمضان کے مبارک دنوں میں آپ اس مسجد جایا کرتے تھے جہاں کے حافظ قرآن کی تلاوت مصلیوں پر رقت طاری کرتی، اور دنوں میں اکثر راتوں میں آپ مذہبی کتابوں میں مشغول رہا کرتے تھے۔

رشتہ داروں سے اچھے سلوک کی بنا گاہے بگاہے سیر و تفریح کے لئے بھی اہل و عیال اور رشتہ داروں کے ساتھ جایا کرتے تھے۔ اُن دنوں جنگل کا شکار پر اتنی پابندی نہیں تھی۔ کبھی کبھار ان تفریحی موقعوں پر شکار بھی کر لیا کرتے تھے۔ ڈاکٹر بیابانی صاحب کے ایک عزیز اپنی صحت کے سلسلہ میں ڈاکٹر بیابانی صاحب کے ہمراہ شہر مدراس کے ایک بڑے دواخانے جانا پڑا۔ اِن کے رشتہ دار کی تشخیص اور علاج کے بعد ڈاکٹر بیابانی صاحب کی بھی ڈاکٹروں نے تشخیص کی۔ اس دواخانے سے منسلک ڈاکٹری کالج کے طالب علم بھی ڈاکٹر بیابانی صاحب کی تشخیص میں حصہ لیتے رہے۔ ڈاکٹروں نے ڈاکٹر بیابانی صاحب میں کچھ ایسا محسوس کیا کہ ان کی تشخیص میں بڑے سے بڑے ڈاکٹر شامل ہوئے۔ ڈاکٹری کے طالب علم بار بار معائنہ کرتے گئے۔ نتیجتاً ڈاکٹر بیابانی صاحب کے اعصاب پر دباؤ پڑتا گیا۔ ایک ڈاکٹر ہونے کے ناطے اپنی سوچ میں ڈوبتے گئے اور دماغی الجھن سے دوچار ہونے لگے۔ ڈاکٹروں نے کچھ علاج کا نسخہ دیا۔ ڈاکٹر بیابانی صاحب اپنے گھر واپس لوٹے۔ ڈاکٹر بیابانی صاحب جو رشتہ دار کے ساتھ ان کے ساتھی بن کر گئے، مریض بن کر اپنے گھر لوٹے۔ کچھ دنوں کی کمزوری کے بعد اپنے اہل و عیال پہ ایک مشفقانہ نظر کرتے ہوئے 14-6-1968 کو اللہ کو پیارے ہوگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون.

علیزے نجف۔ سرائے میر اعظم گڈھ

ڈاکٹر اسلم پرویز کی ہمہ جہت شخصیت و خدمات (۲)

ڈاکٹر اسلم پرویز کی شخصیت کا سب سے نمایاں پہلو ان کا قرآن سے شغف ہے، انھوں نے اس بات کو بہت شدت کے ساتھ محسوس کیا کہ قرآن سے لوگوں کا رشتہ انتہائی رسمی ہوتا جا رہا ہے، قرآن کے نزول کے اصل مقصد اور اس کے پیغام سے لوگوں کی واقفیت غیر تشفی بخش ہے انھوں نے اس سمت میں کام کرنے کے عزم کا اظہار کیا پہلے انھوں نے خود قرآن فہمی کے لئے دیگر علوم سے مدد لی اور قرآنی تعلیمات کو اس کے پس منظر میں رکھ کر اس کے اصل پیغام کو سمجھنے کی غیر معمولی جدوجہد کی، قران جس سے کہ ہر مسلمان عقیدت تو رکھتا ہے لیکن عملی سطح پر اس سے کٹا ہوا ہے اس کی وجہ سے مسلمان انفرادی واجتماعی ہر سطح پر تنزلی و پستی کا شکار ہیں، وہ سمجھ چکے تھے ان کی اس ناگفتہ بہ حالات کو صرف قرآن کے ذریعے ہی بہتر کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے انھوں نے لوگوں کو قرآن پر غور وفکر کرنے کی دعوت دینے کا فیصلہ کیا، اس کے لئے انھوں نے قرآن کانفرنس کا آغاز کیا اور خاص و عام کو اپنا مخاطب بنایا، قرآن ہمیں جو درس حیات دیتا ہے وہ حکمت و دانائی پر مبنی ہے وہ نوع انسانی کے لئے فلاح و بہبود کی ضمانت ہے انھوں نے قرآنی تعلیمات کو عام انسانی زندگی سے متعلق کر کے بلکل عام فہم زبان و اسلوب میں لوگوں کے سامنے پیش کرنا شروع کیا، قرآن کانفرنسوں کا سلسلہ انھیں جذبوں کے مرہون منت رہا ہے، ان کی ان کوششوں کو خواص وعوام سے بھرپور پزیرائی حاصل ہوئی، اس سے ان کے حوصلے مزید بلند ہو گئے انھوں نے ذاکر نگر میں قرآن سینٹر قائم کیا یہ سب کچھ انھوں نے خود اپنے بل بوتے پر کیا انھوں نے طلبہ کو اس سینٹر کی طرف راغب کرنے کے لئے ایک حکمت عملی بنائی انھیں معلوم تھا کہ طلبہ کی پڑھائی کا شیڈول پہلے ہی کافی ٹف ہے انھیں ناظرہ قرآن پڑھنا بھی انتہائی مشکل معلوم ہوتا ہے ایسے میں ان سے یہ امید رکھنا کہ قرآن کو سمجھنے کے لئے قرآن سینٹر میں آئیں گے یہ خواہش و کوشش کبھی بھی نتیجہ خیز نہیں ہو سکتی اس کے لئے انھوں نے ایک ٹیوشن سینٹر بھی اس سے جوڑ دیا جس میں سائنس اور حساب کی فری کوچنگ کے انتظامات کیے ساتھ ہی قرآن کو ترجمے کے ساتھ پڑھانے کے لئے راہ ہموار کی، یہ حکمت عملی کارگر رہی اب تک سینکڑوں بچے اس کے ذریعے قرآن فہمی کا شرف حاصل کر چکے ہیں۔ انھوں نے طلبہ میں غور وفکر کی روایت کو زندہ کرنے کے لئے انتھک جدوجہد کی، جو کہ ہم سب کو عملی و فکری اصلاح کی دعوت دیتی ہے۔ قرآن جو کہ اس کائنات کی سب سے سچی اور اپنی تعلیمات کے اعتبار سے سب سے مستحکم کتاب ہے اس پر غور وفکر نہ کرنا صرف اور صرف ذہنی پستی کی علامت ہے، ہم ایک عام سی تحریر پڑھتے ہوئے اس جستجو میں رہتے ہیں کہ اس کا مفہوم بھی سمجھ سکیں ان زبانوں میں لکھی گئی کتابوں کا ایک صفحہ بھی نہیں پڑھتے جس کی زبان سے ہم نابلد ہوتے ہیں تو پھر اس طرح بیسوچے سمجھے قرآن کو پڑھ کر کن فوائد و برکات کے حصول کی توقع رکھتے ہیں یہ سطحی رویہ وقتی تسکین کا باعث تو بن سکتا ہے لیکن اس سے پستی و ضلالت کے بڑھتے اضافے میں کمی نہیں لائی جا سکتی، ڈاکٹر اسلم پرویز صاحب اپنے بیانات کے ذریعے بار بار اس

بات کی تاکید کرتے ہیں کہ قرآن کو اس طرح بار بار پڑھو کہ وہ رگوں میں جاری خون میں شامل ہو جائے کچھ اس طرح کہ ہماری خواہشیں و کاوشیں قرآن کے تابع ہو جائیں۔

بیشک یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ انسان کی تخلیق کا اصل مقصد خود کی دریافت کے ساتھ اپنے اصل خالق کو پہچاننا اور اس کے ساتھ پائدار تعلق کو استوار کرنا ہے، یہ مقصد تبھی پورا ہو سکتا ہے جب کہ انسان روایتی مذہبی ذہنیت سے اوپر اٹھ کر قرآن کا براہ راست مطالعہ کرے اور اس کے اندر موجود دستور حیات اور پیغامات کو اپنی عام زندگی میں نافذ کر سکے، قرآن کو پڑھتے ہوئے عام لوگوں کا یہ خیال ہوتا ہے کہ اس میں مشرکین مکہ اور اس دور کے مسلمانوں کی زندگیوں کے پس منظر میں احکامات دیے گئے ہیں، آج کے دور میں سب کچھ بدل چکا ہے ایسے میں ہم اس کا مخاطب خود کو کیسے سمجھیں، بیشک جب قرآنی تعلیمات کو بظاہر پڑھا جائے تو چند معاملات کو چھوڑ کر باقی جگہوں پر ایسا ہی کچھ محسوس ہوتا ہے، کیوں کہ پس منظر کو سمجھے بغیر اصل بات تک پہنچنا ہمیشہ ہی مشکل ہوتا ہے اسی لئے قرآن میں تفکر و تدبر کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے، جب ہم قرآن کی ہر آیت پر غور کرتے ہوئے اپنی آج کی زندگی کے حالات و معاملات کے پس پردہ عوامل پر غور کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ قرآن نے رہتی دنیا تک کے انسانوں اور انسانی معاملات کو ایڈریس کیا ہے، جس طرح سمندر کے کنارے کھڑے ہو کر سمندر کی اصل گہرائی کا اندازہ لگانا مشکل ہے بلکل اسی طرح ناظرہ قرأن اور بے ترتیب انداز میں چند آیتوں کا ترجمہ پڑھ کر قرآن کی آیتوں میں موجود احکامات کی اصل ماہیت و علت کو سمجھنا ناممکن ہے، قرآن ہمیشہ اصول پر بات کرتا ہے اس کو عملی سطح پر مستنبط کرنے کے لئے اللہ نے انسان کو عقل دی ہے عقل بمعنی فہم اور قرآن کو باہم مربوط کر کے ہی معرفت حاصل کی جا سکتی ہے۔ ڈاکٹر اسلم پرویز نے اسی خلا کو پر کرنے کے لئے قرآن فہمی اور انتہائی سادہ عام زبان و اسلوب میں قرآن کی تعلیمات کو عام کرنے کے لیے ہر ہفتے پروگرام کرتے ہیں اس میں وہ بالترتیب آیات کی تشریح کرتے ہیں اور عام انسانی زندگی سے اس کو متعلق کر کے لوگوں کی الجھنوں کو کم کرنے کی کوشش کرتے ہیں اس طرح لوگ قرآنی تعلیمات کو زیادہ بہتر انداز میں اپنی زندگی سے جوڑ کر دیکھنے و سمجھنے اور عمل کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ اسلم پرویز صاحب بنا کسی تردد کے معاشرے میں موجود ان تمام برائیوں پر تنقید کرتے ہیں جو اسلامی روایات پر گہن لگاتی ہیں اور مسلمان ہوتے ہوئے بھی لوگ اسے اپنانے میں ذرا بھی تامل نہیں کرتے۔

ہر مسلمان فطری طور پہ قرآن سے ایک عقیدت اور محبت رکھتا ہے کیوں کہ مذہب کی ضرورت اس کی جبلت میں موجود ہے جب وہ خدا سے آشنا ہوتا ہے تو اسے یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ قرآن اللہ کی کتاب ہے جس میں وہ اپنے بندوں سے مخاطب ہے تو اس کے اندر یہ فطری طور پر خواہش پیدا ہوتی ہے کہ وہ اسے پڑھے لیکن ہمارے معاشرے میں قرآن کو لفظی طور پر پڑھنے کی روایت اس جبلی خواہش پر نقب لگا دیتی ہے وہ ناظرہ قرآن پڑھ کر اس جبلت کی تسکین کی کوشش کرتا ہے یہ کام اس عقیدت کے ساتھ کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے ذہنوں میں موجود سوال کو اپنے اندر ہی کہیں دبا دیتا ہے اسی وجہ سے اسلم پرویز صاحب کہتے ہیں کہ ہمیں ناظرہ قرآن پڑھنے کی روایت کو ختم کر کے اس کے معانی و مفاہیم کے ساتھ سمجھ کر پڑھنے کی روایت کو دوبارہ سے زندہ کرنے کی ضرورت ہے۔ جب عام زندگی میں ہمارا سابقہ کسی ایسے انسان سے ہوتا ہے جو کہ ہم سے الگ زبان بولتا ہے اور ہم اس کو سمجھنے کے لئے کسی دوسرے انسان کا سہارا لیتے ہیں پھر اس کو جواب دیتے ہیں تو پھر قرآن کو سمجھے بغیر اس کی تعلیمات پر آمنا و صدقنا کیسے کہہ دیتے ہیں، اس کی بنیادی وجہ

ہماری عقیدت مندانہ نفسیات ہے جہاں ہم سوچنا و سوال کرنا تو درکنار ان روایات سے ہٹ کر کچھ تصور کرنے کی بھی اجازت خود کو نہیں دیتے، دوسرے ہمیں یہ بتا دیا گیا ہے کہ قرآن کریم کی فلاں فلاں سورہ پڑھنے سے یہ ثواب ملتا ہے یا یہ کرامت ہوتی ہے اور فلاں اسم اعظم پڑھنے سے اس طرح کے فوائد ملتے ہیں عام انسانی نفسیات اسی میں الجھ کر رہ گئی ہے اس کے خیال میں اوراد و اشغال اور تلاوت ہی سے سارے معجزے اور کرامتیں ہو جاتی ہیں، کبھی کچھ کمی محسوس ہوئی تو کسی مولانا و مفتی سے پوچھ کر خود کو مطمئن کرنے کی کوشش کر لی اس کے بعد یوں سمجھتے ہیں کہ ہم نے مسلمان ہونے کا حق ادا کر دیا۔

كتــب أنــزلــنــه إليــک مبــارک ليــدبروا آيتــه **وليتذكروا أولوا الألباب.**

اس آیت میں واضح طور پر غور وفکر کی دعوت دی گئی جو کہ صرف ناظرہ قرآن پڑھنے کی صورت میں قطعاً ممکن نہیں، اور عقل کسی چیز کو سمجھنے میں صرف کی جاتی ہے، صرف کسی چیز کو پڑھنے کے لئے عقل کے استعمال کا تناسب انتہائی کم ہوتا ہے۔

اسلم پرویز صاحب مسلمانوں کو اسی غلط فہمی و کج فہمی سے باہر نکالنے کی جدوجہد کر رہے ہیں کہ قرآن کے نزول کے اصل مقصد کو سمجھا جائے دوسرے کی عقل سے سمجھے ہوئے مواد پر بیسوچے سمجھے عمل کرنے سے کبھی بھی قرآن کی فرضیت کا حق ادا نہیں کیا جا سکتا، وہ اپنے پروگرامز کے ذریعے بار بار یہی پیغام دیتے ہیں کہ قرآن ایک مکمل دستور حیات ہے انسانی زندگی سے جڑے معاملات و مسائل کا حل اس میں پنہاں ہے ہر معاملے میں اس سے رجوع کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے کیوں کہ قرآن میں یہ واضح لفظوں میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ قرآن تم پر فرض کیا گیا، فرائض کی ادائیگی کے بغیر مسلمان ہونے کے حق کو کبھی ادا نہیں کیا جا سکتا۔ قرآن کا مخاطب ہر مسلمان ہی نہیں بلکہ ہر انسان ہے، دوسرے مذہب کے لوگ اگر اس کے پڑھنے سے روگردانی کریں تو یہ ایک الگ مسئلہ ہے لیکن ایک مسلمان کا قرآن پر ایمان رکھتے ہوئے اس سے غافل ہونا گناہ کے زمرے میں شامل ہے۔ اس موضوع پہ ان کی کتاب ''قرآن مسلمان اور سائنس'' کے نام سے شائع علمی حلقے میں سند مقبولیت حاصل کر چکی ہے، اس کتاب کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں اور ہندی بنگلہ میں اس کا ترجمہ بھی کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر اسلم پرویز صاحب کی خدمات وسیع پیمانے پہ مشتمل ہے، وہ ملک و بیرون ملک میں سینکڑوں لکچر دے چکے ہیں، ان کے مضامین ملک کے ساتھ بیرونی ممالک کی کتاب میں بھی شائع ہوتے رہتے ہیں، غیر ملکی یونیورسٹیاں و تعلیمی ادارے انھیں اپنے یہاں لکچر دینے کے لئے بلاتے ہیں جن میں ہارورڈ، ییل (Yale) اور ٹورنٹو یونیورسٹی خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

ان کی خدمات کے اعتراف میں انھیں اب تک کئی اعزازات سے بھی نوازا جا چکا ہے جیسے اردو اکادمی دہلی کی جانب سے ''سائنس ادب انعام''، دی مسلم ایسوسی ایشن فار ایڈوانسمنٹ آف سائنس کی جانب سے ''سائنس پاپولر ائزیشن ایوارڈ''، غالب انسٹیٹیوٹ کی جانب سے ''غالب انعام برائے فروغ سائنس''، نیز ریاستہائے متحدہ امریکہ کی انفارمیشن ایجنسی کی جانب سے ''انٹرنیشنل وزیٹرشپ'' وغیرہ جیسے اعزازات سے نوازا جا چکا ہے۔ ڈاکٹر اسلم پرویز صاحب ہماری قوم کا قیمتی سرمایہ ہیں ہمیں ان کے وژن و مشن کو فروغ دینے کی ضرورت ہے تا کہ مسلم قوم کی پسماندگی و پستی میں کمی لائی جا سکے اور ان کے لوگوں کو دنیا کے بہترین دستور حیات قرآن کریم سے پھر سے جوڑا جا سکے۔

☆☆☆

ڈاکٹر رفیعہ نسیم-حیدرآباد

قرآن کی ترتیب وترویج

ہر طرح کی حمد وثناء اس ذات پاک کے لیے جو ہمارا خالق، مالک اور رازق ہے جس کے علاوہ کوئی الہٰ نہیں، جس کا کوئی شریک نہیں جو ''حیٌّ اور قیوم'' ہے ''رحمٰن'' اور ''رحیم'' ہے، ''وہاب'' اور ''تواب'' ہے، ''ہادی'' اور ''رشید'' ہے، جس نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لیے قرآن مجید نازل فرمایا، قرآن مجید لکھنا اور پڑھنا سکھایا اور قیامت کے لیے قرآن مجید کی حفاظت کا وعدہ فرمایا۔

ان گنت درود وسلام اللہ کے بندے اور رسول محمد بن عبد اللہ ﷺ پر جنھوں حق رسالت ادا کیا، ان گنت درود وسلام اس قلب مبارک پر جس پر قرآن مجید نازل ہوا، ان گنت درود وسلام اس دل ودماغ پر جس نے سب سے پہلے قرآن مجید حفظ کیا، ان گنت درود وسلام ان نطق مبارک پر جس نے قرآن مجید امت کو سنایا اور پڑھایا، وہ قرآن جو سراپا روشنی اور ہدایت ہے سراسر برکت اور رحمت ہے، سراسر حق اور سچ ہے۔

قرآن عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں بار بار پڑھنا، دنیا کی کوئی کتاب اس قدر نہ پڑھی گئی اور نہ پڑھی جاتی ہے، قرآن کلام الٰہی کا ایک مشہور نام ہے جس طرح ''تورات''، ''زبور''، ''انجیل'' آسمانی کتابوں کے نام ہیں قرآن کا دوسرا معنٰی یہ ہے کہ ایک چیز کو دوسری چیز سے ملانا، قرآن مجید کی آیات اور سورتیں باہم ملی ہوئی ہیں اور اس کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ قوموں کو قوموں سے ملاتا ہے، اس لیے اسے قرآن کہا گیا ہے، قرآن کا ایک اور معنٰی ہے جمع کرنا اور اس میں سابقہ کتب کی تعلیمات کو جمع کیا گیا ہے۔

قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، قرآن ایک زندہ جاوید معجزہ ہے اور یہ رب کی طرف سے بندوں کو ملنے والا اللہ تعالیٰ کا آخری فرمان ہے جو ''لوح محفوظ'' میں ہے۔

قرآن کا نزول آخری الزماں حضرت محمد ﷺ کے قلب مبارک پر ہوا، مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری کی تحقیق کے مطابق پہلی وحی ''غار حرا'' میں جو مکہ سے تین میل کے فاصلے پر ہے، اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ . خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ . اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ . الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ .عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ (سورۃ العلق، آیت نمبر:1-5) رمضان المبارک کی 21 تاریخ شنبہ کی رات جس کا نام لیلۃ القدر، 10/اگست اور سال 610ء تھا۔(الرحیق المختوم، ص:102)

قرآن مجید کو اللہ سبحانہ تعالیٰ نے جبریل امین کے ذریعہ حرف بہ حرف نازل کیا، قرآن پاک کا نزول دنیا میں ایک بار نہیں ہوا بلکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس کو تھوڑا تھوڑا کر کے (25) سال کے عرصہ میں مکمل کیا۔

عہد نبوی میں قرآن مجید کی آیات کو چمڑا، پتھر کی سفید تختی، اونٹ کے مونڈھے کی گول ہڈی، کھجور کی شاخ کی جڑ کے کشادہ حصے پر لکھا جاتا تھا۔

کاتبان وحی کی تعداد (40) تھی، بارگاہ رسالت کے کاتبان وحی کے نام اس طرح ہیں پہلے کاتب حضرت ابو بکر صدیقؓ ہیں، دوسرے حضرت عمرؓ ہیں، اس طرح حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علیؓ، حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ، حضرت زبیر بن العوامؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، عامر بن فہیرہؓ، ثابت بن قیسؓ، خالد

بن سعیدؓ، ابان بن سعیدؓ، حضرت حنظلہ غسیل الملائکہؓ، حضرت ابو سفیان بن حربؓ، حضرت یزید بن ابی سفیانؓ، امیر معاویہ بن ابی سفیانؓ، زید بن ثابت انصاریؓ، حضرت شرجیل بن حسنہ، حضرت علاالحضرمیؓ، حضرت خالد بن ولیدؓ، حضرت مغیرہ بن شعبہؓ، حضرت عبداللہ بن رواحہؓ، حضرت مغیرہ بن شعبہؓ، حضرت عمرو بن العاصؓ، حضرت عبداللہ بن عبداللہؓ، حضرت جہم بن الصلتؓ، حضرت ارقم بن ابی ارقمؓ، حضرت عبد اللہ بن زیدؓ، حضرت العلاء بن عتبہؓ، حضرت ابو ایوب انصاریؓ، حضرت حذیفہ بن الیمانؓ، حضرت بریدہ بن الحصیبؓ، حضرت حصین بن نمیرؓ، حضرت عبداللہ بن سعدؓ، حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسدؓ، حضرت حویطب بن عبداللہ العزیؓ، حضرت حاطب بن عمروؓ، حضرت ابن خطل مرتدؓ، حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت عبداللہ بن ارقمؓ، حضرت معیقیب بن ابی فاطمہ دوسیؓ ہیں۔

قرآن کی آخری آیت جو عرفہ کے دن بروز جمعہ بوقت عصر 632ء-10ھ میں اتری، اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا (سورۃ المائدۃ، آیت:3) اس کے تھوڑے عرصہ کے بعد 11ھ میں آپ ﷺ اس دنیا سے تشریف لے گئے۔

قرآن ہی نہیں اتر بلکہ اس کی ترتیب بھی اتری ہے، یہ جو قرآن کی ترتیب ہے یہ اللہ کی طرف سے ہے، سورۃ ''الفاتحہ'' نزول ترتیب کے اعتبار سے پانچویں نمبر پر نازل ہوئی، لیکن یہ پہلے قرآن کے شروع میں ہے، جبریل امین کے ذریعہ آپ ﷺ کو دی گئی، قرآن ایک جلد میں نہیں تھا ایک جلد میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے رکھا، بلکہ اللہ کے رسول ﷺ کی بتائی ہوئی ترتیب کے مطابق جو صحابہؓ کے سینوں میں محفوظ تھی۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانے میں ''مسلمہ کذاب'' نے نبوت کا دعویٰ کیا تو اس کے خلاف جنگ ''یمامہ'' ہوئی، ''جنگ یمامہ'' میں (600) حفاظ شہید ہوئے تو حضرت عمرؓ کو شدید فکر لاحق ہوئی اور انھوں نے حضرت ابوبکرؓ سے کہہ کر قرآن کو ایک جگہ لکھنے کو کہا اس طرح جمع قرآن کے محرک تدوین حضرت عمرؓ ہیں، جمع قرآن بعہد صدیقی 12ھ میں آنحضرت ﷺ کے ایک سال بعد قرآن کی ترتیب وترویج کا کام ہوا۔

مصحف صدیقی کو ترتیب دینے کے لیے مشہور انصاری حضرت زید بن ثابتؓ کو مقرر کیا گیا اور یہ قرآن کے مکمل حافظ تھے اور انھوں نے قرآن کی مکرر جانچ کی یعنی حفاظ کو جمع کیا اور ان سے سن کر تحریر کو جانچ کرتے تھے یعنی لکھے ہوئے کو یاد کیے ہوئے سے لکھے ہوئے سے تقابل کر کے کیا۔ اس طرح اس کو ایک اصل شکل میں ایک جلد میں کیا گیا اور جلد کی شکل SHAPE چوکور تھی اس لیے اس کو ربع کیا گیا۔

مصحف صدیقی کو ام المومنین حضرت عثمانؓ کا دور آ گیا، حضرت عثمانؓ نے اصل کاپی کو لیکر اس کی ہو بہو آٹھ (8) کاپیاں بنوائیں اور مصر، مکہ، بصرہ، کوفہ، شام، یمن اور بحرین کو ارسال کر دیں، حضرت عثمانؓ نے ہر شہر کی جامع مسجد میں رکھوائیں یعنی لوگوں کو ایک چیز پر جمع کیا تاکہ لوگ اس کے مطابق عمل کریں۔

مصحف عثمانی کی تیاری 35ھ میں ہوئی، مصحف عثمانی کے محرک ''حضرت حذیفہ بن الیمانؓ تھے، مصحف عثمانی کے کمیٹی کے ممبر حضرت زید بن ثابتؓ تھے، مصحف عثمانی کے نقل کنندہ زیدؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، حضرت سعیدؓ، حضرت عبدالرحمٰنؓ تھے۔ مصحف عثمانی 35ھ میں نقطے اور اعراب نہیں تھے۔

اعراب کی ابتداء بعہد مرتضوی میں ہوئی منزل اور پارہ کی تقسیم صحابہؓ کے عہد میں ہوئی، اعراب کے موجد بشکل نقاط ''حضرت ابو الاسود الادولی تابعی تھے۔ اعراب کے موجودہ طریقہ کا رواج بحکم حجاج بن یوسف گورنر عراق 75ھ میں ہوا اور حروف پر نقطے بزمانہ حجاج بن یوسف 75ھ میں لگے، آیت کے

جہانگیر قیاس۔حیدرآباد

نظم

دنیا کی رونقوں میں نہ کھو جا تو نوجوان
یہ یاد رکھ ہمیشہ تو فانی ہے یہ جہان

قران پڑھ کے دیکھ تو رب کی بڑی ہے شان
سارے جہانوں کا ہے فقط رب ہی حکمران

محبوب کبریا کی تو سنت پہ چل کے دیکھ
دونوں جہاں میں ہوگا یقیناً تو کامران

کچھ بھی نہیں ہے تیرا یہاں جانتا ہے تو
رب کی امانتیں ہے تیرے جسم اور جان

دولت پہ اپنی بھول کے بھی کر نہ تو غرور
باقی نہیں رہے گی تری آن بان شان

رہ جائے گا دھرا یہاں سامان عیش سب
نیچے زمیں کے ہے ترا دو گز کا اک مکان

بندوں پہ مہربان جو بندہ رہے قیاؔس
رہتا ہے اس پہ خالق کونین مہربان

نشان (o) کی ایجاد حجاج بن یوسف کے زمانے میں ہوئی، پارہ میں ربع، نصف، ثلث کی تقسیم حجاج بن یوسف 75ھ میں ہوئی (بنیادی قرآنی تعلیم، محمد ابراہیم فہدی ص21-23)

قرآن کو خوبصورت انداز میں لکھنے کے لیے فن خطاطی وجود میں آئی جسے بہت پریکٹس کے بعد خوبصورت طریقے سے لکھا گیا جس کو ''خط کوفی'' کہا جاتا ہے، خطاطی "CALIGRAPHY" خط کوفی کو ''ابن مقلہ'' نے ایجاد کی یہاں سے قرآن خطاطی میں لکھنا شروع ہوا۔

دوسرا قدم لہجوں میں فرق تھا، یہاں سے فن قراءت وجود میں آیا کہ قرآن کو کیسے پڑھا جائے اور جب عجمی لوگ مسلمان ہوئے تو مخارج کا مسئلہ ہوا جیسے ہم لوگوں کے ساتھ ہے اور پھر قرآن کو اس طریقے پر خوبصورت انداز میں پڑھنے کی کوشش کی گئی جیسے اترا تھا جس طریقے پر نازل ہوا تھا اور یہ سارے مراحل تھے اصل تحریر یا ORIGINAL TEXT کو حفاظت کے ساتھ لوگوں کے سامنے لانے کے لیے کیے گئے۔

آج کے دور میں پرنٹنگ پریس PRINTING Press ''ملک فہد کامپلیکس''، جس میں قرآن کی پرنٹنگ ہوتی ہے جہاں سے کروڑوں کی تعداد میں چھپ کر تقسیم کیے جاتے ہیں۔قرآن کی ریڈنگ READING کی حفاظت اس طرح ہوئی کہ جس لہجہ پر آپ ﷺ نے پڑھا اسی طرح پڑھا جائے جیسا کہ آپ ﷺ نے لکھوایا تھا وہ تحریر TEXT محفوظ رہے لکھنے کے اعتبار سے اس میں حسن تو پیدا ہوا لیکن کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔

دوسرا طریقہ ریکارڈنگ RECORDING ہے نہ صرف الفاظ محفوظ ہیں بلکہ ان کے پڑھنے کا انداز بھی محفوظ ہوگیا۔(تعلیم القرآن، قرآن کا تعارف جلد2005)

☆☆☆

ڈاکٹر محمد ناظم علی کی تیرہویں تصنیف

''ادبی رسائل کا جائزہ'' کی رسم اجراء

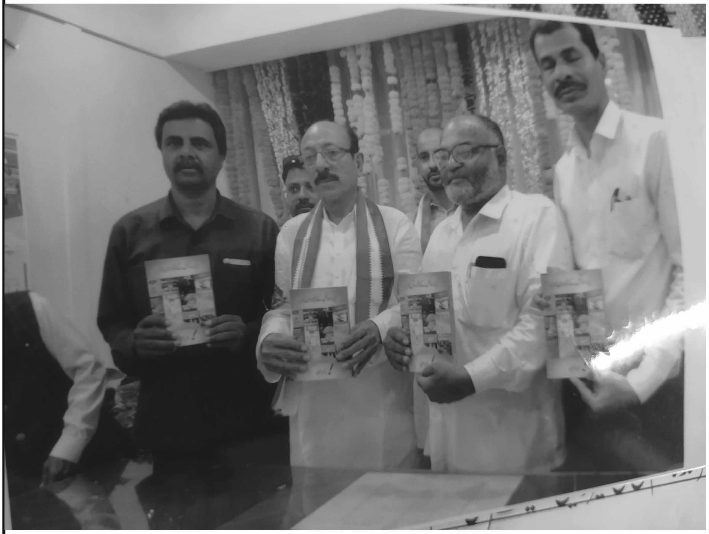

ڈاکٹر محمد ناظم علی کی تیرھویں تصنیف ''ادبی رسائل کا جائزہ'' کی رسم اجراء صدر نشین تلنگانہ اردو اکیڈیمی جناب طاہر بن حمدان انجام دیتے ہوئے۔ تصویر میں جواں سال شاعر تشکیل انور رزاقی اور سید ہاشم علوی کانگریس قائد دیکھے جاسکتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد ناظم علی سابق پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج موڑ تاڑ واکیڈمک سینٹ ممبر تلنگانہ یونیورسٹی کی تیرہویں تصنیف ''ادبی رسائل کا جائزہ'' طاہر بن حمدان صدر نشین اُردو اکیڈمی ریاست تلنگانہ نے 5/ مارچ 2024ء کو اپنے چیمبر میں رسم اجراء انجام دی، اس موقع پر جناب تشکیل انور رزاقی نوجوان شاعر اور سید ہاشم علوی جنرل سکریٹری حیدر آباد کانگریس کمیٹی موجود تھے۔ اس سے پہلے کی تصانیف آئینہ عصر 2005ء، روح عصر 2006ء، عکس ادب 2007ء، حیدر آباد کے ادبی رسائل آزادی کے بعد 2010ء، پروفیسر آل احمد سرور فکر وفن 2012ء، ادبی بصیرت 2014ء، تنقیدی فکر 2015ء، افکار جدید 2016ء، نقش ہیں سب ناتمام 2017ء، ادبی وتہذیبی رپوتاژ 2018ء، ادبی نظر 2019-2020ء، ادبی سفر 2020ء شائع ہو چکے ہیں۔ آپ کی ادبی خدمات پر ماہ نامہ گونج نظام آباد سے یکم مئی 2014ء کو گوشہ شائع کیا اور ماہ نامہ شاعر نے خصوصی نمبر بھی شائع کیا۔ آپ کو آندھرا پردیش نے 2009ء میں بیسٹ ٹیچر ایوارڈ عطا کیا، جشن تاسیس سے تلنگانہ 2017ء میں بسٹ لٹریری پرسنلیٹی ایوارڈ، انڈین سولیٹری کونسل نئی دہلی نے بھارت ودیا شرومنی ایوارڈ 2011ء، اور اردو اکیڈمی آندھرا پردیش نے بیسٹ ٹیچر ایوارڈ 1991ء، بزم علم وادب نے بابا اردو مولوی عبدالحق ایوارڈ عطا کیا اور گونج کی جانب سے باوقار گونج ایوارڈ سے نوازا۔ آپ کی چودھویں تصنیف ادبی رسائل کے پہلے شمارے کا تعارف عنقریب شائع ہوگا۔ ادبی و علمی شخصیتوں نے نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔

دارالعلوم محمدیہ سن سیٹی حیدرآباد میں علماء کرام حفاظ کرام کی دستار بندی کرتے ہوئے۔

تصویر میں ڈاکٹر محمد آصف لئیق ندوی مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی حیدرآباد، ڈاکٹر مفتی محمد محامد ہلال اعظمی ایڈیٹر ماہنامہ صدائے شبلی حیدرآباد، مفتی محمد شاہد قاسمی استاذ المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد اور مولوی مجاہد وغیرہ کو دیکھا جاسکتا ہے۔

DR. S.J HUSSAIN
MD (Unani)
Former director Incharge
Central Research Institute Of Unani Medicine
Govt of India

website: www.unanicentre.com
Email:syedjalilhussain@gmail.com
jaleel_hussain@yahoo.com

Dr. Jaleel's

یونانی سینٹر فار کارڈیک کیر

UNANI CENTER FOR CARDIAC

Consultation Time
Morning: 9:00 am to 2:00 pm
(Friday Morning and Sunday Evening Closed)

Cell:
+91 8142258088
+91 7093005707

Adress -: No: 8-1-332/3/B-69, RoadNo 1(A)Arvind Nagar Colony
Tolichowk Hyderabad - 500008 T.S India

شبلی انٹرنیشنل ایجوکیشنل اینڈ چیریٹیبل ٹرسٹ، حیدرآباد

SHIBLI INTERNATIONAL EDUCATIONAL & CHARITABLE TRUST

Regd. No. 180/2016

مدرسہ و مسجد کے تعاون کی اپیل

حدیث نبوی ﷺ ہے خَیرُکُم مَن تَعَلَّم القُرآن وَعَلَّمَہ ۔تم میں بہترین انسان وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔اس حدیث سے علم اور قرآن علم کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔اسی علم کی نشرواشاعت کے لئے **مدرسہ اسلامیہ نجم العلوم** ۱۵رجنوری ۲۰۱۷ء کو قائم کیا گیا تاکہ امت مسلمہ کے نونہالان زیور علم سے آراستہ ہوں اور ملک وملت کی خدمت میں وقف ہو جائیں۔اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے۔آمین یارب العلمین۔

مدرسہ ہذا کی کوئی مستقل آمدنی نہیں ہے۔جملہ اخراجات کی ادائیگی اہل خیر حضرات کے تعاون سے ہوتی ہے۔

الحمدللہ مدرسہ میں تعمیری کام بھی جاری ہے،اس وجہ سے اہل خیر حضرات سے گذارش ہے کہ مدرسہ کا نقد یا اشیاء کے ذریعہ تعاون فرما کر یا کسی طالب علم کی کفالت لیکر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔نوازش ہوگی۔

مسجدِ الٰہی

زیر انتظام شبلی انٹرنیشنل ایجوکیشنل اینڈ چیریٹیبل ٹرسٹ حیدرآباد کا تعمیری کام جاری ہے۔الحمدللہ ثم الحمدللہ ایک مخیرّہ خاتون نے 126 گز اراضی ٹرسٹ ہذا کو مسجد کے لئے وقف کیا ہے، اللہ تعالیٰ مخیرّہ کو دونوں جہاں میں بہترین بدلہ دے، آمین۔ مسجدِ الٰہی کی زمین مدرسہ اسلامیہ نجم العلوم وادیٔ عمر شاہین نگر حیدرآباد کا (اقامتی وغیر اقامتی) ادارہ ہے، جو شبلی انٹرنیشنل ایجوکیشنل ٹرسٹ کے زیر انتظام 2017 سے خدمات انجام دے رہا ہے، بالکل اسی سے متصل ہے۔مدرسہ ہذا اور بستی کے لئے مسجد ناگزیر ہے، اس وجہ سے آپ تمام حضرات سے گزارش کی جاتی ہے کہ مسجد ہذا کے تعمیری کام میں نقد یا اشیاء کے ذریعہ معائنہ کر کے حصہ لے کر ثوابِ دارین حاصل کریں۔

جزاک اللہ خیرًا احسن الجزاء.

Bank Name : IDBI **A/c Number :** 1327104000065876

A/c Name : SHIBLI INTERNATIONAL EDUCATIONAL AND CHARITABLE TRUST

IFSC Code : IBKL0001327. Branch: Charminar

G Pay & Phone Pay : 8317692718, WhatsApp: 9392533661

العارض: حافظ وقاری مفتی ڈاکٹر محمد محامد ہلال اعظمی خطیب مسجد عالیہ، بانی وناظم مدرسہ ہذا چیرمین شبلی انٹرنیشنل ایجوکیشنل ٹرسٹ حیدرآباد

Urdu Monthly
SADA E SHIBLI
Hyderabad

Mar. 2024 مارچ

RNI: TELURD/2018/77022
ISSN: 2581-9216
Rs. 20/-

ABDUL WAHED
PROPRIETOR
Cell: 98480 36940

For Orders : 90302 02018
86396 32178
89197 03547

KGN XLNT TEA
Rich Aroma, Refreshing Taste
PREMIUM QUALITY TEA

KGN TEA SALES

UMBRELLA BRAND TEA
Rich Aroma, Refreshing Taste
GOLDEN QUALITY TEA

WHOLESALE & RETAIL TEA MERCHANT

S.No.: 22-1-114, Jambagh, Kali Khabar Main Road, Dar-ul-shifa, Hyderabad - 500 024, TS
Off.: 5-3-989, 104, First Floor, Sherza Estates, N.S. Road, M.J. Market, Hyderabad - 500 095
email: kgnteasales@gmail.com

Editor, Printer, Published & Owned by Mohd. Muhamid Hilal
Printed at Daira Electric Press, #22-8-143, Chatta Bazar, Hyderabad. 500 002.
Published at #17-3-352, B1, 2nd Floor, Bafana Complex, Dabeerpura, Hyderabad - 23, T.S
Cell: 9392533661, 8317692718, Email: muhamidhilal@gmail.com